صداقتِ رسالتِ محمّدیہ

علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ

مصنّف

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

ناشر

مکتبہ فاروقیہ

اتراؤں الہ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

صداقت رسالتِ محمدیہ

علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ

مصنفہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا **محمد فاروق** صاحب اترانوی دامت برکاتہم

باہتمام

محمد عمر اترانوی

ناشر

مکتبہ فاروقیہ

(اترائوں ۔ الہ آباد)

فہرست مضامین

کیا اور کہاں

ضرورت تصنیف

حامداً و مصلیاً : اما بعد !

سنہ ۱۹۴۷ء میں جب بندہ نے مظاہر علوم سہارنپور سے دورۂ حدیث پاک سے فارغ ہوکر وطن میں سکونت اختیار کی۔ اس وقت ملک کی حالت نہایت ابتر تھی۔ پورا ملک تقسیم کے نتیجے میں فساد کی لپیٹ میں تھا۔ ہر طرف کشت و خون کا بازار گرم تھا۔ نہایت بے بسی اور افراتفری کا عالم تھا۔ اہل باطل ایسے وقت کی تاک میں رہتے ہیں۔ چنانچہ گاؤں گاؤں قصبہ قصبہ، عیسائی مشن کی طرف سے ہندوستانی پادری پھیل گئے اور اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کر دی۔

اسی سلسلے میں قصبہ ہنڈیہ، قصبہ پھولپور اور قصبہ [illegible] شاہ پور ضلع الہ آباد میں بھی پادریوں کی جماعتیں ڈیرے ڈال کر تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہوگئیں کہ عوام مسلمانوں میں بھی اس کا کچھ چرچا ہونے لگا۔ بندہ کم عمر، ناتجربہ کار، علی الخصوص عیسائی مذہب کی معلومات سے عاری تھا۔ مگر بتوفیقِ باری تعالیٰ دین کی حمیت و غیرت کا جذبہ [illegible] دل میں موجزن تھا۔ ٹوٹی پھوٹی تقریر بھی کر لیتا تھا۔ بندہ ان ہی گاؤں اور قصبات میں [illegible] مذہب اسلام کی

اہمیت اور خوبیاں بیان کرتا نیز پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر روشنی ڈالتا تھا۔ حسن اتفاق سے شیخ الاسلام والمسلمین قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہ کی بعض کتابیں دستیاب ہوگئیں جس سے بہت مدد ملی۔

پادری صاحبان تو جلد ہی اپنے پروگرام کے مطابق جا چکے تھے۔ مگر عوام مسلمین کو اسلام اور پیغمبر اسلام سے واقفیت کو ضروری سمجھکر اسکا سلسلہ جاری رکھا گیا اسی سلسلے میں ایک مختصر رسالہ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ،،

لہٰذا اسلام اور پیغمبر اسلام کے اجمالی تعارف، اور قلوب میں اسلام کی حقانیت وصداقت اور عظمت پیدا کرنے کیلئے یہ مختصر رسالہ لکھدیا۔ لیکن طباعت کی نوبت نہ آئی۔ اور کاغذات اور کتابوں کے ذخیرے میں یہ مسودہ گویا کھو گیا۔ اور طاق نسیان اور غفلت کی نذر ہو گیا۔ اور اب ۴۵ سال کے بعد اچانک مل گیا۔ اس حالت میں کہ اوراق بوسیدہ جابجا کٹے پھٹے، مسودہ کے بعض اجزاء غائب۔ بعض بزرگوں نے ملاحظہ فرما کر حسرت وافسوس کے ساتھ فرمایا کہ "یہ رسالہ محنت سے لکھا گیا ہے اور مفید بھی ہے اسکی حفاظت ہونی چاہئے۔

اسی اثنا میں پورہ میاں ضلع الٰہ آباد کے میرے ایک دوست جناب عبدالغنی صاحب تشریف لائے اور کہا کہ ایک غیر مسلم میرے پاس کبھی کبھی آتے ہیں انکو مذہب سے دلچسپی ہے۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیسے سمجھا جائے کہ اسلام سچا مذہب ہے اور پیغمبر اسلام اللہ کے پیغمبر اور رسول ہیں؟۔ اسکا جواب کچھ نہیں بن پڑتا۔ میری سمجھ میں

خود ہی کچھ نہیں آتا۔ تو میں ان کو کیا سمجھا سکتا ہوں؛

مسودہ میرے سامنے ڈیسک پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے انکو من اولہ الی آخرہ سُنا دیا۔ سنتے ہی پھڑک گئے اور بولے۔ یہ ان غیر مسلم صاحب کیلئے نہایت ہی بہترین جواب ہے۔ اور وہ سمجھیں یا نہ سمجھیں میرا ایمان تو تازہ ہو ہی گیا۔ اور بڑی تشفی حاصل ہوئی۔ یہ رسالہ چھپنا چاہئے۔ اسی غرض سے میں نے مسودہ کے صاف اور درست کرنیکے لئے قلم سنبھالا۔ اور سوچا کہ قدرے تفصیل مضمون کی کردیجائے تو بہتر ہوگا۔ قلم اٹھایا اور تفصیل شروع کی۔ تو ایک موٹی اور ضخیم کتاب تیار ہوگئی۔ احباب کی رائے ہوئی کہ یہ مختصر کتابچہ بھی اپنی جگہ بہت مفید ہوگا اسکو بھی رہنے دیا جائے چنانچہ صاف کر کے مطبع کے سپرد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ اسکو زیادہ سے زیادہ نافع اور مفید و مقبول بنائیں اور میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنائیں۔ واللہ ھو الموفق

احقر العباد

محمد فاروق عفی عنہ

اتراؤں ـــ بنہ ـــ الٰہ آباد

تمہید

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ؐ

اَمَّابَعْدُ!

دنیا میں اہل دنیا کی اصلاح کیلئے خداوند قدوس کیطرف سے بے شمار ہادی و رہنما آئے۔ لاکھوں پیغمبروں، نبیوں کے نور سے یہ زمین وقتاً فوقتاً جگمگاتی رہی۔ ہر نبی اور پیغمبر اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی امتوں کو توحید خداوندی کیطرف دعوت دیتے اور شرک و بدعت سے ڈراتے رہے۔ تعلیمات الٰہیہ پر عمل کرانے اور سیدھی راہ پر چلانیکی کوشش کرتے رہے۔ اس راہ میں اُن حضرات کو قوم کی طرف سے بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا رہا۔ مگر خدا کے یہ برگزیدہ بندے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ تمام مُصیبتیں جھیلے اور اپنی ذمہ داری پوری کرتے رہے۔ آخر دم تک اپنے فرض منصبی کو انجام دیتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس سلسلے میں حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ مسیح علیہم السلام قابل ذکر ہیں۔

آج سے چودہ سو برس بیشتر عرب و عجم غرضکہ ساری دنیا میں انھیں حضرات کے

مذاہب کے ماننے کے مدعی نیز مجوسی مذہب کے ماننے والے کافی تعداد میں موجود تھے ان لوگوں نے اپنے رہنماؤں اور ہادیوں کی تعلیمات و ہدایات کو اپنی خود رائی سے بُری طرح مسخ کر دیا تھا۔ اور انکی تعلیمات کو اوہام فاسدہ اور بدعات و خرافات سے خلط ملط کر کے بگاڑ رکھا تھا۔ دین عیسوی کے ماننے والے عیسائیوں نے اور دین موسوی کے ماننے والے یہودیوں نے خدائے وحدہٗ لاشریک کیلئے اولاد تجویز کر رکھی تھی۔

عیسائی کہتے تھے کہ عیسیٰ مسیح خدا کے بیٹے ہیں تو یہودی کہتے تھے کہ عُزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔ دین ابراہیمی کے ماننے والے اصنام پرستی اور مجوسی آتش پرستی میں مبتلا تھے۔ توحید کو بالکل فراموش کر کے قولاً و عملاً اس کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیا تھا۔ کوئی توحید کا نام لینے والا اور جاننے والا نہ تھا۔

ایسے وقت میں توحید اور اخوت کا عالمگیر پیغام لیکر۔ خاتم النبیین۔ امام الانبیاء والمرسلین۔ حضرت مُحَمَّدْ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لے آئے تو توحید کے نام سے دنیا کے کان آشنا ہوئے

فرانس کا مشہور انصاف پسند محقق موسیو لیبان۔ اسکا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے

فی الواقع تمام مذاہب عالم میں یہ فخر اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے پہلے پہل وحدانیت خالص و محض کی اشاعت دنیا میں کی (تمدن عرب ص ۱۲۰)

پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملک عرب کے شہر مکّہ میں پیدا ہوئے۔ چالیس برس تک آپکی نہایت شریفانہ اور پاکیزہ زندگی بسر ہوئی۔ لوگوں کی نظروں میں مکرم و معظم اور محبوب تھے

صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے رہے۔

چالیس برس کی عمر میں غار حرا میں آپکو نبوت و رسالت کی بشارت دیگئی۔ غارِ حرا سے نکل کر جب آپنے اسکا اظہار فرمایا تو چند سعید روحوں نے فوراً ہی نہایت خوشدلی اور رضا و رغبت سے اس بات کی تصدیق کر کے قبول کر لیا۔ پھر آپکی کوششوں سے ایک جماعت نے بھی تسلیم کر لیا۔ اب آپنے خداوند قدوس کی وحدانیت اور اپنی رسالت کے اعلان کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ آپنے برملا اعلان فرمایا "اَیُّھَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا" اے لوگو! خدائے واحد کے پرستار بن جاؤ۔ اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور "اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا" یقیناً میں تم سب کیطرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

ادھر آپ کا یہ اعلان کرنا تھا۔ اور کعبے کے جوار میں، جسمیں ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے۔ کھڑے ہو کر اعلان کرنا اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنا تھا کہ کفرستان کے خرمن میں آگ لگ گئی۔ ہر ایک جانب سے شعلۂ عداوت بلند ہونے لگے۔ عرب کے لوگ وحشی جانوروں کیطرح بھاگنے اور نفرت کرتے۔ ہر طرف سے آپ اور آپکے ساتھیوں پر ظلم و ستم کی بارش ہونے لگی۔ ہر ایک زبان گالی دیتی۔ ہر ایک دماغ آپکی ہلاکت اور ذلت کی تدبیریں سوچتا۔ ہر ایک ہاتھ مارنے کو پتھر اٹھاتا۔ مکہ کی گلیوں اور بازاروں میں آپکی توہین کیجاتی۔ مگر خداوند قدوس کا حکیمانہ حکم تھا کہ "فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ" معاف کرو اور درگذر کرو جبتک کہ اللہ تعالیٰ کوئی اپنا حکم اور فیصلہ نہ لائے"۔

لہٰذا آپ صبر کرتے اور اپنی دُھن میں لگے رہتے۔ ایک جگہ لوگ نہ سنتے، تو دوسری جگہ تشریف لیجاتے۔ پتھر کھاتے، زخموں سے چور ہوتے، خون سے لہولہان ہوتے مگر پائے استقامت میں ذرا جنبش نہ ہوتی۔ خدائے برتر لم یزل پر توکل فرماتے جسکا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔ خوبصورت عورتوں سے نکاح کی ترغیب دیجاتی۔ سردار بنانیکا وعدہ کیا جاتا۔ دولت مند بنانیکا لالچ دیا جاتا۔ مگر التفات نہ فرماتے اور اپنے مقاصد پورا کرنیکی دھن میں لگے رہتے

آخر رفتہ رفتہ ایک اچھی خاصی تعداد نے آپکی توحیدی دعوت کو قبول کر لیا اسکی حقیقت کو سمجھا اور دو ٹوک اعلان کر دیا "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" لوگ انکے بھی دشمن ہو گئے انکو بھی طرح طرح کی تکلیف دینی شروع کی۔ اس کلمے کے چھڑانے اور توحید سے انکار کرانے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔ مگر یہ تھے کہ پتھر کھانا، جلتی اور تپتی ہوئی ریت پر برہنہ بدن لٹایا جانا، سینے پر بھاری اور بوجھل پتھر رکھا جانا، کوڑے کھانا، وطن سے بے وطن ہونا، تلوار سے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہونا، تیروں کی بوچھار سے سینوں کا چھلنی ہونا، آگ کے انگاروں پر لٹایا جانا، اور بھی انواع و اقسام کے مصائب کا سہنا تو پسند کیا۔ مگر اس کلمۂ توحید اور رسالت محمدی کے اقرار کو ترک کرنا پسند نہ کیا۔ اسوقت سے لیکر آجتک جس نے بھی حقیقت سمجھ لی اور سچے دل سے تصدیق کر دی۔ ایسا ہی کیا۔

سچی بات تو یہ ہے کہ حضور پُرنور سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا تاریخ

عالم کا بے نظیر واقعہ ہے۔ آپکے ظہور پر نور سے جو عظیم الشان پیغمبرانہ اور معجزانہ کارنامہ ظاہر ہوا۔ اسکی نظیر چشم فلک نے نہیں دیکھی۔

جو عجیب وغریب تاثیر آپکی ذات "منبع البرکات" کاسن الصفات سے ظاہر ہوئی دنیا اسکی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ایک عجیب روحانی سکتے میں پڑی ہوئی دنیا اور برسہا برس سے شرک وادہام "عقائد فاسدہ" مشرکانہ و باطل خیالات "وحشیانہ اعمال واخلاق" نفاق اور جنگ وجدل میں مبتلا قوم میں آپکے الہامی بیان اور خدا داد روحانی قوت سے ایک انقلاب عظیم رونما ہوا ظاہری اور باطنی حالتیں یکسر بدل گئیں۔ مدتوں کے سوئے ہوئے غفلت سے چونک پڑے۔ برسوں سے بھکے ہوئے خدا کی راہ پر چل نکلے۔ مشرک "موحد ہو گئے۔ کافر مومن ہو گئے۔ بت پرست بت شکن بن گئے۔ جو گمراہ تھے وہ دوسروں کے ہادی و رہنما بن گئے۔ جاہلانہ حمیت اور وحشیانہ عصبیت کا نام ونشان نہ رہگیا۔ قبائلی جھگڑے اور پشتینی عداوتیں جاتی رہیں۔ دماغ غرور ونخوت سے خالی ہو گئے۔ قلوب خوف ومحبت خداوندی "صبر وتوکل" حلم وبردباری "زہد وپرہیزگاری" اور جمیع اوصاف حسنہ کمالات عالیہ اور اخلاق فاضلہ سے معمور اور لبریز ہو گئے۔ اور جسوقت آپ دنیا سے رخصت ہوئے تو ایک لاکھ سے زیادہ اپنی نورانی تعلیم و ہدایت سے اپنے رنگ میں رنگین "خدا پرست" پاک طبیعت "راست باز اور نیک دل" صداقت وعدالت "سخاوت وشجاعت" امانت ودیانت "اور جمیع مکارم اخلاق کی مجسم تصویر ایک جماعت چھوڑ گئے۔

تاریخ گواہ ہے کہ انبیائے سابقین کی اتنی بڑی جماعت میں کسی نبی پر انکی حیات میں اتنی بڑی جماعت ایمان نہیں لائی۔

یہ جماعت "صحابۂ رسولؐ" کی مقدس جماعت تھی۔ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم الشان معجزہ کیصورت میں ظاہر ہوئی۔ اس مقدس جماعت کے محاسن وکمالات میں وہ خداوندی جبروت کا پرتو اور اثر پوشیدہ تھا کہ جس نے دشمنوں کو بھی اقرار واعتراف اور تعریف پر مجبور کر دیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لیجانیکے بعد یہ قدوسی جماعت توحید اور اسلام کی اخوت کا عالمگیر پیغام لیکر ملک عرب سے نکل کر اطراف عالم میں پھیل گئی۔ اور ساری دنیا سے انکو جنگ کرنی پڑی۔ یہ بہ برکت تربیت وتوجہ نبوی مقدس صحابہ کرام کے اوصاف وکمالات کا نتیجہ تھا کہ جہاں جاتے تائید غیبی انکے ہمرکاب ہوتی۔ خدا کا انکے ساتھ ہونا آنکھوں سے نظر آتا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام نہایت تیزی کے ساتھ ساری دنیا میں پھیل گیا۔ حکومتیں زیر وزبر ہو گئیں۔ قیصر وکسریٰ جیسی سلطنتیں پامال ہو گئیں۔ سارے کرۂ زمین میں ایک ہلچل پڑ گئی۔ شرک وبت پرستی کی آواز جو تمام جزیرہ نمائے عرب میں گونج رہی تھی۔ یکلخت بند ہو گئی اور اسکے بدلے ایک بے چون وچگون خدا کی منادی پھر گئی۔ بتوں نے عدم کا راستہ لیا۔ بت خانوں کا نشان مٹ گیا۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑ گئے۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹ گیا۔ جہالت واوہام کا پردہ چاک چاک ہو گیا۔ باطل عقائد اور خیالات کا گھروندہ پاش پاش ہو گیا۔ شرک واوہام پرستی کا باطل خیال باطل ہو گیا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

اَلْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" حق آیا اور باطل زائل ہوگیا۔ یقیناً باطل زائل ہی ہونیکی چیز ہے۔

اس مقدس جماعت کا جہاں گذر ہوا۔ انکے ہاتھوں ایسے ایسے کام ظاہر ہوئے کہ سارا عالم حیرت میں آگیا۔ انکے کارناموں سے سیر و تاریخ کے اوراق معمور و مزین ہوئے۔ جریدۂ عالم پر ان کا دوام ثبت ہوا۔ اور منجانب اللہ اجر عظیم اور جنّات نعیم و رزق کریم کے وعدوں سے مشرف اور اللہ کے رسول کی جانب سے بشارات عظیمہ سے ممتاز و مفتخر ہوئے۔ لوگوں نے انکی صورت دیکھکر، انکے افعال و احوال کا مشاہدہ کر کے یقین کر لیا کہ بیشک دین اسلام سچّا دین ہے، اور جس ہستی نے انکو اس پاکیزہ دین کی تعلیم دی ہے وہ یقیناً خدا کا رسول ہے، اور خداوند قدوس کیطرف سے مؤیّد ہے ورنہ یہ انسان کا کام نہ تھا کہ وہ ایسا انقلاب عظیم عرب کی روحانی و اخلاقی حالت میں پیدا کر دیتا۔

چنانچہ جہاں گئے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوئے۔ فتح و ظفر کے پرچم لہرا دیئے۔ ملک پر ملک فتح کرتے چلے گئے۔ اور قلوب میں اسلام کی عظمت کا سکہ جما دیا۔ اسلام کی خوبی کا غلغلہ زمین سے آسمان تک پہنچ گیا۔ لوگ برضا و رغبت جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ باپ دادوں کے دین و مذہب کو اسطرح ترک کرنے لگے کہ گویا ان کا سایہ کبھی ان پر پڑا ہی نہ تھا

حافظ عماد الدّین ابن کثیر علیہ الرحمہ اپنی تفسیر شہیر، الموسوم بہ "ابن کثیر" پ۲ میں انتہائی عقیدت اور دل کی گہرائی سے فرماتے ہیں۔

وقد كان الصحابة رضى الله عنهم فى باب الشجاعة والائتمار بما امرهم الله ورسوله وامتثال ما ارشدهم اليه ما لم يكن لاحد من الامم والقرون قبلهم ولا يكون لاحد من بعدهم فانهم ببركة الرّسول صلى الله عليه وسلّم وطاعته فيما امرهم فتحوا القلوب والاقاليم شرقًا وغربًا فى المدّة اليسيرة مع قلّة عددهم بالنسبة الى جيوش سائر الاقاليم من الرّوم والفرس والترك والصّقالبة والبربر والحبوش واصناف السودان والقبط وطوائف بنى ادم قهروا الجميع حتى علت كلمة الله وظهر دينه على سائر الاديان وامتدت الممالك الاسلامية فى مشارق الارض ومغاربها فى اقلّ من ثلثين سنة فرضى الله عنهم وارضاهم اجمعين وحشرنا فى زمرتهم انّه كريمٌ توّابٌ

یعنی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین شجاعت اور صبر و استقلال اور اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت اور تعلیم و ہدایت کے امتثال میں ایسے اترے کہ اسکی نظیر نہ تو امم سابقہ اور قرون ماضیہ میں پائی جاتی ہے اور نہ مابعد ہی کے لوگوں میں۔ چنانچہ ان مقدّس حضرات نے بہ برکت رسول صلی اللہ علیہ وسلم و طاعت رسول باوجود قلّت تعداد و اسباب بہت ہی قلیل مدت میں مشرق اور مغرب کے اقالیم کو فتح کر لیا۔ اور نہ صرف ملکوں ہی کے مالک بنے۔ بلکہ قلوب کو بھی فتح کر کے خدا کی راہ پر لگا دیا۔ رومیوں، فارسیوں، ترکوں، صقالبہ، بربریوں، حبشیوں سوڈانیوں، اور بنی آدم کے بہت سے گروہوں، غرضکہ دنیا کے گوروں اور کالوں کو مغلوب اور زیرنگیں کر لیا۔ یہانتک کہ اللہ کا کلمہ بلند ہوگیا۔ اللہ کا دین تمام دینوں

پر غالب ہوگیا۔ اور اسلامی حکومت مشرق اور مغرب کے کونے کونے تک پہنچ گئی صرف تیس سال کی قلیل مدت میں دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا۔ اور تاریخ کا ورق ہی پلٹ گیا۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ اور انکو بھی راضی کرے۔ اور اسی جماعت میں ہمارا بھی حشر کرے۔ وہ کریم و تواب ہے "

حضرات! یہ ہے عقیدۂ توحید و رسالت کی برکات، جس کا بیان کلمہ پاک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ، میں ہے

جسکے معنی ہیں "

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں

اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ فطرت صحیح اور عقل سلیم کے عین مطابق ہے۔ اسی کلمے پر نجات انسانی کا انحصار ہے۔ دو جہان کا پیدا کرنیوالا خالق و مالک اسی سے راضی ہوگا۔ اور اس کا راضی ہونا از بس ضروری۔

رہا یہ کہ ان باتوں کی دلیل کیا ہے ؟!

ان باتوں کو کیسے صحیح سمجھیں ؟

تو ہمارے بھائی اس کتاب کو بغور پڑھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یقین آجائیگا کہ یہ باتیں بالکل صحیح ہیں۔ واقعی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں "

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

:...اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع اور قبول فرمائیں:

ناچیز! مُحَمَّد فاروق! اترانوں، الہ آباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا موجود ہے

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ!

یہ ناچیز بندۂ نالائق، خیر خواہ خلائق، تمام اہل مذاہب، ہندو، مسلمان، عیسائی، یہود، مجوس، بت پرست، خاص طور پر اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ یہ چند معروضات جو پیش خدمت ہیں۔ انکو اول سے آخر تک دیکھ جائیں۔ اور نہایت توجہ کے ساتھ غور کریں۔ اور سمجھنے کی کوشش کریں

دنیا کے تمام اہل مذاہب ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ہر مذہب والا اپنے کو صحیح اور حق پر کہتا ہے۔ اور ہم مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ مذہب اسلام ہی حق مذہب ہے۔ کیونکہ اسلام کی بنیاد

خدائے قدوس جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کی وحدانیت اور پیغمبر اسلام حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے عقیدہ پر ہے۔ اور یہ دونوں عقیدے بالکل عقل ونقل کے مطابق ہیں۔

"اگر اختلاف ہے تو صرف انھیں دونوں عقیدوں پر ہے"

رہا خدا کا وجود " سو یہ کوئی قابل التفات اور محتاج دلیل مسئلہ نہیں ہے۔ کسی بھی مذہب کا ماننے والا خدا کے وجود کا منکر نہیں ہے۔ اور نہ اس مسئلے میں ایک مذہب والے کو دوسرے مذہب والے سے کوئی اختلاف ہے۔ بجز چند افراد کے " وہ خدا کے وجود کے قائل نہیں " اگرچہ دل سے وہ بھی ماننے پر مجبور ہیں (انھیں دہریہ کہا جاتا ہے)

یہ ایسی بات ہے جس کے غیر حقیقی ہونیکا خود انھیں بھی احساس ہے اسلئے کہ خدا کا وجود بالکل ظاہر وباہر اور ناقابل انکار ہے۔ اور عقل انسانی یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ اس عالم ہستی کا کوئی خالق اور پروردگار ضرور ہے جس کا ہر شے سے " ہر آن " اور " ہر رنگ میں ظہور ہے " یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اسکے سمجھانے کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

بھلا جس بات کے کہنے اور بیان کرنیوالے ایک دو نہیں " دس بیس نہیں " ہزار دو ہزار نہیں " لاکھ دو لاکھ نہیں " بلکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی اُس وقت سے لیکر آجتک کے تمام دنیا بھر کے انسان " ہندو " مسلمان " یہود ونصاریٰ

سکھ، اور دنیا بھر کے اہل مذاہب ہوں۔ اور یقین کے ساتھ بیان کرتے ہوں۔ اُس بات کے سچ اور صحیح ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے! اُس بات کا جھٹلانیوالا بیوقوف اور خبطی سمجھا جاویگا۔

دیکھئے امریکا کو ہم نے دیکھا نہیں۔ مگر یقین ہے کہ دنیا میں امریکا نام کا ایک ملک ہے۔ اور ایک امریکا کیا! دنیا کے ہزاروں ایسے مقامات ہونگے جنکو ہم نے آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ پر اُنکے وجود کا یقین رکھتے ہیں! کیوں؟ اسلئے کہ انکے بتانیوالے بیشمار آدمی ہیں۔

اسیطرح اگرچہ خدا کو ہم نے دیکھا نہیں۔ مگر یقین رکھتے ہیں کہ اس عالم ہستی کا کوئی پروردگار ضرور ہے کہ دنیا کے تمام انسان خواہ وہ " شہری ہوں " یا جنگلی " عالم ہوں " یا جاہل " اُجڈ ہوں یا مہذب " بوڑھے ہوں " یا جوان " مرد ہوں " یا عورت مسلمان ہوں " یا غیر مسلمان " اس بات کو یقینی طور پر بیان کرتے ہیں۔ اور کوئی بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا۔

کسی مکان یا کارخانے کو دیکھکر یقین ہوتا ہے کہ اسکا کوئی بنانیوالا ضرور ہے۔ بغیر کسی کے بنائے اس کا خود بخود بننا اور وجود میں آجانا " ناممکن " ہے تو اسیطرح یہ نیلگوں آسمان اور آسمان میں چمکتے ہوئے چاند وسورج اور جگمگاتے ہوئے ستاروں کے چراغ " ان کا طلوع وغروب " دن اور رات " جاڑا " گرمی " برسات " نیز یہ وسیع وعریض زمین " زمین پر ہواؤں کے جھونکے " ہواؤں پر

گھٹاؤں کے ہجوم ، اور اسمیں بجلی اور بارش ، بارش کے ذریعے مردہ زمین کا زندہ ہونا ۔ اور بجلی کے ذریعہ عجیب و غریب ایجادات ، پھر یہ ہرے بھرے درخت ، بیل بوٹے ، رنگ برنگ کے پھول ، کھٹے ، میٹھے ، رسیلے میوے ، بھانت بھانت کے جانور ، انسانات ، حیوانات ، جمادات ، اور پھر ایک مقررہ نظام کے تحت انکے حرکات و سکنات ، کیا یہ چیزیں اپنی اپنی جگہ پر ہر ایک عقل رکھنے والے کو یقین نہیں دلا رہی ہیں کہ انکا کوئی نہ کوئی پیدا کرنیوالا اور کوئی نہ کوئی بنانیوالا ہے ۔ نیز وہ بڑا ہی دانا اور حکیم ہے

عرب کے ایک بدو (گنوار دیہاتی) سے اسکے متعلق سوال کیا گیا ۔ اُس نے کہا ۔ سبحان اللہ ! اونٹ کی مینگنی کو دیکھکر اونٹ کا پتہ لگ جاتا ہے ۔ لید کے ذریعہ گدھے کا گذرنا معلوم ہو جاتا ہے ۔ اور قدم کا نقش یہ بتا دیتا ہے کہ اس راہ سے کوئی گیا ہے ۔ تو برجوں والا آسمان ، راستوں والی زمین ، اور لہریں مارنے والے سمندر ، کیا اپنے علیم و خبیر صانع کے وجود کی خبر نہیں دیتے ؎

نیرنگیوں سے یار کے حیراں نہ ہوجیو
ہر رنگ میں اسی کو نمودار دیکھنا

اور ؎

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاقل ہے تو خالق کو ہر اک رنگ میں پہچان

دنیا جہان کے اسی پیدا کرنے والے کو ۔ خدا ، اللہ ، کہتے ہیں

قرآن اس حقیقت کے اظہار میں یوں گویا ہے

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ	اور اگر ان کافروں سے تم پوچھو کس نے آسمانوں اور زمین کو اور چاند و سورج کو مسخر کر رکھا ہے ۔ تو ضرور کہیں گے ، اللہ ۔

اور

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ	اگر ان کافروں سے پوچھو کہ کس نے اتارا پانی کو آسمان سے تو زندہ کر دیا اس سے زمین کو بعد اسکے مردہ اور خشک ہو جانیکے تو ضرور کہینگے اللہ نے ۔

اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے ۔ آپس میں کوئی اختلاف اور جھگڑا نہیں ۔ البتہ جو کچھ اختلاف اور جھگڑا ہے تو اسکی وحدانیت اور یکتا ہونے میں ہے الغرض ثابت ہوا کہ خدا ہے ۔ اور حق یہ ہے کہ خدا ایک ہے اور اکیلا ہے عالم کے کارخانے کو اکیلے بغیر کسی مددگار کے چلا رہا ہے ۔ اسکا کوئی ساجھی اور شریک نہیں ۔

خدا ایک ہے

ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہمیشہ انسانوں کیطرف سے خود انسانوں پر کیسی کیسی

مصیبتیں پڑتی رہیں۔ کہیں کھانے پینے اور زندگی کی دیگر ضروریات کی گرانی سے کتنی مصیبتوں کا سامنا رہا۔ انسانی خون اتنا ارزاں ہوگیا کہ ہزاروں انسان ایک ایک دن میں فنا کے گھاٹ اتارے جارہے ہیں۔ کہیں ہلکے اور بھاری بموں اور دیگر آلات دہتھیار سے بڑے بڑے شہر اور ملک تباہ و برباد کئے جارہے ہیں۔ جس سے کتنے بیگناہ بوڑھے، کتنی مظلوم عورتیں، کتنے معصوم بچے، ناحق ہلاک ہورہے ہیں۔

اور سب جانتے ہیں کہ اس گڑبڑی کا سبب یہ ہے کہ دنیا میں ایک سے زیادہ بادشاہ ہیں۔ اور ہر ایک کی رائیں مختلف ہیں۔ ہر ایک اپنی بات کے اونچی کرنے میں سر دھڑ کی بازی لگا رہا ہے۔ اور ان میں سے ایک کو بھی دوسرے کا محکوم بننا پسند نہیں۔ بلکہ ہر ایک خواہش رکھتا ہے کہ سب میرے محکوم اور رعایا بنکر رہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے کہ

دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔

چھوٹی سی چھوٹی بستی ہی میں دیکھ لو۔ ایک سے زیادہ زمیں دار ہوے کہ فتنہ و فساد کی نوبت آئی۔ کسی کارخانے میں ایک سے زیادہ رائیں ہوئیں اور گڑبڑی پیدا ہوئی۔

سمجھنے کی بات ہے کہ دنیا میں ایک سے زیادہ بادشاہ ہونیکی وجہ سے کسی گاؤں میں ایک سے زیادہ زمیندار ہونیکی وجہ سے ایک چھوٹے سے مکان

میں ایک سے زیادہ مالکوں کے ہونے سے جب انتظام قائم نہیں رہ سکتا تو بھلا اس عالم کا انتظام ایک سے زیادہ خدا ہونیکی صورت میں کسطرح قائم رہ سکتا ہے۔ جس میں آسمان بھی ہے اور زمین بھی۔ نباتات بھی ہیں جمادات بھی انسانات بھی ہیں حیوانات بھی۔ پھر انکو روزی بھی دیجاتی ہے۔ انکی زندگی کی ساری ضروریات بھی بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ بارش۔ گرمی، سردی کا بھی انتظام ہے۔ روشنی اور تاریکی کا بھی انتظام وغیرہ وغیرہ

تو اگر عالم میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے، تو یہ انتظام کس طرح قائم رہتا۔ ایک کہتا، میری حکومت ہو، دوسرا کہتا، میری۔ تو یقیناً نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ اور ایک بھی باقی نہ رہتا۔

قرآن حکیم اس حقیقت کو اسطرح ظاہر کرتا ہے

مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِن وَّلَدٍ وَّمَا کَانَ مَعَهٗ	اللہ تعالیٰ نے کسی کو اولاد نہیں قرار دیا اور
مِنْ اِلٰہٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ	نہ اسکے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔ اگر ایسا ہوتا
وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ	تو ہر خدا اپنی مخلوق کو جدا کر لیتا۔ اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا۔

اور ارشاد ہے

لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ اگر ہوتا زمین و آسمان میں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ تو ضرور دونوں ویران ہو جاتے۔

جب دنیا جہان کا انتظام اپنے اپنے موقع پر ٹھکانے سے ہو رہا ہے۔ تو بداہتہً ثابت ہوا کہ ایک سے زیادہ خدا نہیں۔ بلکہ صرف ایک ذات ہے جو دنیا کے کارخانے کو چلا رہی ہے

اوپر کے بیان سے دو باتیں سمجھ میں آئیں

۱۔ خدا موجود ہے

۲۔ دوسرے یہ کہ خدا ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں

اب سمجھو! کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی اسکو اسکے ارادے سے روک نہیں سکتا۔ اسکو ہر طرح کا اختیار ہے۔ وہ کسی کی رائے کا محتاج نہیں۔ اس نے جو قانون ازل میں بنا دیا ہے وہ ایسا مستحکم اور مضبوط ہے کہ نہ کسی سے ٹوٹا۔ نہ ٹوٹ سکے۔

خدا ہی سب پر حاکم اور مختار ہے اور سب اسکے محتاج اور مجبور ہیں

دیکھو سورج ہمیشہ مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب ہی میں ڈوبتا ہے جس تاریخ کو جسوقت طلوع ہوتا ہے۔ ہمیشہ ہر سال اس تاریخ کو اتنے ہی بجکر اتنے ہی منٹ اتنے ہی سکنڈ پر طلوع ہوتا ہے اور اس میں ذرا تخلف نہیں ہوتا۔ جس سے یہ زمین و آسمان قائم ہوئے اور خدائے قدوس نے

آفتاب سے دنیا کو منوّر کیا۔ اسمیں فرق نہ آیا۔ اور جب تک وہ نہ چاہے گا اسمیں فرق نہ آویگا۔ ایسے ہی چاند ہمیشہ ۲۹ ریا ۳۰ رکو نکلتا ہے۔ جاڑا گرمی برسات کا انتظام "غلہ وغیرہ کی پیداوار" اور اس سلسلہ میں خریف و ربیع کا انتظام وغیرہ وغیرہ جب سے ہم پیدا ہوئے ایسا ہی دیکھ رہے ہیں۔ اور اپنے آبا و اجداد سے ہمیشہ اسیطرح ہوتے سنا۔ اور دنیا کے تمام انسان اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سب ایسے ہی ہوتے رہے۔

بہر حال اس کارخانۂ عالم کا انتظام ہے کہ اپنے اپنے موقع پر نہایت حُسن و خوبی سے انجام پا رہا ہے اور اس میں ذرا بھی تغیّر و تبدّل نہیں ہوتا۔ اگر تمام دنیا کے انسان مل کر چاہیں تو بھی ان قوانینِ خداوندی میں تغیّر کرنے پر ذرّہ برابر قادر نہیں ہو سکتے۔

دیکھو! بارش کبھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو کبھی بالکل نہیں ہوتی۔ کبھی سیلاب آجاتا ہے۔ کبھی قحط اور سوکھا پڑتا ہے۔ کبھی پالا زیادہ پڑنے لگتا ہے، جو کھیتوں اور غلوں کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ کبھی زہریلی لُو ایسی چلتی ہے کہ ہزاروں جانوں کا صفایا کر دیتی ہے۔ مگر انسان ہے کہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اپنے نقصان و فائدہ کا احساس بھی کرتا ہے مگر مجبور ہے۔ عاجز ہے۔ ذرّہ برابر اسکی روک تھام نہیں کر سکتا۔

خدائے قہار و جبّار نے زندگی اور موت کا بھی قانون بنایا۔ مگر واہ رے قانون نے

سینے میں ہزاروں حسرتیں اور ارمان کھیل رہے ہیں۔ اولاد ہے۔ پڑھا لکھا کر جوان کیا۔ بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرائیں۔ لاکھوں تمنائیں اسکے دل میں موجیں مار رہی ہیں۔ طرح طرح کے منصوبے دماغ میں چکر لگا رہے ہیں۔ اس کی جدائی پر دل کسی طرح راضی نہیں۔ مگر ہائے مجبوری کہ موت آتی ہے اور اسے والدین سے جدا کر دیتی ہے اور ہر شخص منہ تکتا رہ جاتا ہے۔ حالانکہ ویسے اسی انسان کے ہاتھ میں خداداد وہ طاقت ہے کہ محتاج بیان نہیں۔

یہ ہوائی جہاز۔ یہ انجنیں۔ یہ موٹر کاریں۔ یہ طرح طرح کی مشینیں، یہ ہزاروں کوس آواز پہنچانے والے ریڈیو۔ یہ ٹینک۔ یہ تارپیڈو کشتیاں، یہ ہوائی طیارے۔ یہ بھاری بھرکم وزنی گولے۔ یہ ایٹم بم۔ یہ زہریلی گیسیں، اسی انسان کی ایجاد ہیں۔ انکے ذریعے انسان جو کچھ کر رہا ہے وہ کچھ پوشیدہ نہیں مگر باوجود اسکے دنیا کے کسی خدائی انتظام میں یہ ذرہ برابر تبدیلی نہیں پیدا کر سکتا بھلا اگر بارش ہو رہی ہو۔ تو ہے کسی کی مجال ؟ کہ اسکو روک سکے۔ بارش بند ہو۔ اور قحط کیوجہ سے ہلاکت کی آندھی چل رہی ہو تو کسی کے اندر ہے یہ طاقت کہ آسمان سے ایک قطرہ پانی برسا دے۔ سورج کا نکلنا ذرا موقوف کردے یا کوئی بجائے مشرق کے مغرب سے نکالدے۔ اور نہیں تو صرف اتنا ہی کردے کہ طلوع کا جو وقت مقرر ہے۔ اس سے چند منٹ پہلے نکالدے۔ یا چند منٹ کی تاخیر کر دے۔ بڑی بڑی چیزوں کو چھوڑ دیجئے۔ کوئی ایک مکھی اور مچھر

ہی پیدا کر دے۔ پیروں سے پامال ہونیوالے ایک تنکے جیسا کوئی تنکا ہی بنا دے اور ایک نہیں ! دنیا بھر کے تمام فلاسفر اور سائنس داں، تمام دیوی دیوتا، بھوت پریت، غرضکہ جتنے جھوٹے خدا حقیقی خدا کو چھوڑ کر مان لئے گئے ہیں مل کر ہی ایسا کر دیں اگر نہیں کر سکتے۔ اور ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور یقیناً کچھ نہیں کر سکتے۔ تو معلوم ہوا کہ خدا کے قانون کے خلاف کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ نہ سورج اسکی مرضی کے خلاف کر سکتا ہے نہ چاند۔ نہ زمین اسکے حکم سے سرتابی کر سکتی ہے نہ آسمان۔ نہ انسان کچھ کر سکتا ہے نہ حیوان۔ سب پر اسی خدا کی حکومت ہے۔ اس پر کسی کا زور نہیں۔ اس کا سب پر زور ہے۔ وہ غالب ہے۔ سب مغلوب۔ وہ حاکم ہے سب محکوم۔ وہ قادر ہے سب عاجز اور کمزور۔ وہی سب کچھ ہے ؎

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں
مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں واں
نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی واں

قرآن شریف میں ہے

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ

بیشک جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ہرگز ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے۔ اگرچہ سب کے سب اکٹھے ہو جائیں۔ اور مکھی ان سے کوئی چیز اچک

مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿۷۳﴾ — لے جائیں تو نہیں چھین سکتے مکھی سے اس چیز کو۔ تو طالب اور مطلوب دونوں ضعیف اور کمزور ہیں۔

إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ — بے شک تیرا رب جو ارادہ کرتا ہے۔ کرتا ہے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ — اللہ ہر شے کا خالق اور وہی تنہا غالب ہے

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ — اور وہی پورا غلبہ اور تسلط رکھنے والا ہے اپنے بندوں پر اور وہ بڑی حکمت والا اور ہر چیز سے خبردار ہے۔

اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مکھی اور مچھر ہیں۔ تنکے کا وجود ہے۔ ظاہر ہے کہ اسکا بنانیوالا بھی ہے۔ اور کوئی نہیں بنا سکتا۔ تو ثابت ہوا کہ بنانیوالا ہی بنا سکتا ہے۔ اور کوئی نہیں بنا سکتا۔ لہٰذا اس کا کوئی شریک نہیں

وفی کل شیٔ لہ آیۃ — تدل علی انہ واحد

ہر شے میں ایک قدرت کی نشانی ہے جو زبان حال سے بتا رہی ہے کہ اس کا بنانیوالا ایک ہی ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں۔

ارشاد ہے

اُدْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ — پکار دیکھو تم انکو جنکو تم نے خدا کے سوا (مالک و مختار) سمجھ رکھا ہے (بارے) وہ تو ذرہ برابر کسی چیز کے مالک نہیں آسمانوں میں اور زمینوں میں۔ اور نہ انکی ان میں شرکت ہے۔ اور نہ ان میں سے کوئی انکا معین اور مددگار ہے

وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ،،

إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ (آل عمران) — سارا معاملہ صرف اللہ ہی کے دست قدرت میں ہے

مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ — اللہ جو رحمت لوگوں کیلئے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنیوالا نہیں۔ اور جسکو بند کر دے سو اسکے بعد اس کا کوئی جاری کرنیوالا نہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

انکے علاوہ اور بھی بہت سے مقام پر قرآن نے صاف صاف اور کھلے طور پر اعلان کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے، اور غیر اللہ کے اختیار میں کچھ نہیں۔

جب تم سمجھ گئے۔ اور ثابت ہو گیا کہ

خُدا ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ ایک ہے۔ اسکا کوئی ساجھی اور شریک نہیں۔ اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔

تیسرے یہ کہ سب پر اسی کی حکومت ہے اور غلبہ ہے ـــــــ تو ماننا پڑے گا

خدا ہی سب کا معبود ہے

چاہئے کہ انسان اُسی ایک خدا کی خدائی اور حکومت کا قائل ہو۔ اور اُسی کی وحدانیت کا اقرار کرے۔ اسی کے آگے سر جھکائے اور درحقیقت انسان اسی لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر یا اللہ کے ساتھ کسی غیر اللہ کو مالک و مختار سمجھنا، اور دوسرے کی حکومت و غلبہ کا قائل ہونا، انتہائی جہالت کی دلیل ہے۔ کسی انسان کو مالک و مختار سمجھنا تو اسلئے بیوقوفی ہے کہ سارے کے سارے انسان اس مالک الملک، واحد قہار کے آگے عاجز اور بے بس ہیں۔

رہے دیگر مخلوقات، تو انکو مالک و مختار سمجھنا تو پرلے درجہ کی حماقت اور بیہودہ پن ہے۔ اسلئے کہ خدا کے سامنے عاجز اور بے بس ہونیکے علاوہ یہ خود ہی انسان کے خادم ہیں۔ خدا نے ان تمام مخلوقات کو انسان کی خدمت ہی کے لئے پیدا کیا ہے

یہی وجہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو ہٹالیا جائے یا فنا کر دیا جائے تو انسان کی زندگی دشوار ہو جائے۔ اور انسان کے نہ ہونے سے کسی مخلوق کو کوئی نقصان نہ ہو۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوقات انسان ہی کی ضرورت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور انسان خدا کی عبادت کرنیکے لئے بنا ہے ؎

دنیا میں ہے جو کچھ، اسی انسان کیلئے ہے　　آراستہ یہ گھر اسی مہماں کیلئے ہے

حضرت شیخ سعدی کہتے ہیں ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند　　تا تو نانے بکف آری، و بہ غفلت نخوری

قرآن حکیم کی شہادت ہے کہ

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا　خدا کی وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا۔

اور

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ　نہیں پیدا کیا میں نے جن و انس کو مگر اپنی عبادت کیلئے

کسقدر صریح گمراہی و حماقت ہے کہ انسان ایک دوسرے انسان کی پوجا کرے۔ یا اسکا حکم مانے۔ حالانکہ وہ محکوم و مغلوب ہے۔ عاجز و لاچار بےبس و بے بس ہے۔ خدا کی کوئی صفت اسکے اندر نہیں۔ کیسے پوجا اور عبادت کے لائق سمجھا جا سکتا ہے!۔

اور گمراہی در گمراہی حماقت بر حماقت ہے کہ انسان کے علاوہ کسی اور مخلوق کو معبود سمجھے۔ اور اسکی پوجا کرے۔ اسمیں قوت و تصرف مانے، حالانکہ وہ محکومیت اور مغلوبیت، عاجزی و لاچاری، وغیرہ کے علاوہ وہ خود بھی انسان کا خادم ہے بڑی نادانی ہے کہ مخدوم ہو کر اپنے خادم کی بندگی اور پوجا کرے

کیا انسان کا سر اس قابل ہے کہ اپنے سے ارذل چیز کے سامنے جھکے انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اسکا سر بس اسکے سامنے جھکنا چاہئے کہ جو اس سے بھی اشرف و افضل، ارفع و اعلیٰ ہستی ہو۔

سو وہ ہستی ہے خدائے واحد کی سب

بلاشبہ وہ شخص مجرم ہوگا۔ جو کسی مخلوق کو خدا بنا دے۔ اور کسی غیر خدا کے در پر سر ٹیکے۔ خواہ انسان ہو یا غیر انسان۔

دیکھو! اگر تم برطانیہ کی رعیت ہو تو تمہارے ذمہ ضروری ہے کہ تم برطانیہ ہی کی اطاعت کرو۔ کسی دوسری حکومت کی اطاعت نہ کرو۔ اگر ایک حکومت میں رہکر اور اسکی رعیت ہو کر کسی دوسری سلطنت کی اطاعت کی۔ تو باغی ہو جاؤ گے۔ اور سزائے بغاوت کے مستحق ہو گے۔ حالانکہ یہ دنیا کی سلطنتیں ہیں۔ فانی سلطنتیں ہیں۔ ان سلطنتوں کے مالک خود بھی ویسے ہی عاجز اور کمزور بے کس اور لاچار ہیں۔ جیسے کہ ہم۔ نہ کسی کی موت و زندگی کا اختیار رکھتے ہیں نہ روزی کا۔ مگر پھر بھی کسطرح یہ پسند نہیں کر سکتے کہ میری محکوم و رعیت ہو کر کسی دوسرے بادشاہ کی طرف نگاہ بھی کریں۔

پھر خدا تو ہر طرح مختار ہے۔ قادر ہے۔ خالق ہے۔ حاکم ہے۔ غالب ہے۔ بے نیاز ہے۔ بے عیب ہے۔ سبھی کچھ ہے۔ وہ کسطرح پسند کر سکتا ہے کہ انسان اسکی خدائی میں رہکر کسی طرف نگاہ اٹھاکر دیکھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس سے بڑھکر بدترین اور سنگین جرم کوئی نہیں۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان) بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

رعیت ہو کسی کی، اور حاکم سمجھے کسی کو، نوکر کسی کا ہو، اور اطاعت کسی اور کی کرے۔ عاشق کسی کا ہو اور یاد کسی اور کی کرے۔ ایسا نوکر جو دوسرے کی

اطاعت کرتا ہے لائقِ ضبطِ تنخواہ ہے۔ ایسا عاشق جو اپنے دل میں معشوق کے علاوہ کسی اور کو جگہ دے۔ منہ لگانا تو درکنار، دھکے دینے کے قابل ہے۔

پھر؎

عشقِ مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود   گوئے گشتن بہر او اولےٰ بود

بہر حال خدا کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے وہی اور صرف وہی معبود ہے۔؎

سارے جہاں میں جو کچھ بھی ہے سب ہے اسکے زیرِ نگیں
جن و انس و حور و ملک، عرش و کرسی چرخ و زمیں
کون و مکاں میں لائق سجدہ تیرے سوا اے مالکِ دیں
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں، کوئی نہیں، کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں کوئی نہیں ہے کوئی الٰہ

لاالٰہ الّا اللہ، لا الٰہ الا اللہ

جب یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ خداوند قدوس کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ

اسکے نہ کوئی ماں ہے۔ نہ باپ نہ اولاد ہے نہ بھائی۔ کیوں؟ اسلئے کہ یہ باتیں اسی وقت خیال میں آسکتی ہیں جبکہ یہ مان لیا جائے کہ خدا ایک نہیں ہے بلکہ کئی ہیں۔ کیونکہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ جیسے انسان کے ماں باپ انسان ہی ہوتے ہیں۔ اور اسکی اولاد بھی انسان ہی ہوتی ہے کوئی دوسری مخلوق نہیں۔ ایسے ہی خدا کا باپ بھی خدا ہی ہونا چاہئے اور اسکا بیٹا بھی خدا ہی

لیکن چونکہ ابھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ خدا ایک ہی ہے۔ کوئی اسکی خدائی میں

شریک نہیں۔ اسلئے خدا کیلئے بیٹے کا ہونا یا ماں باپ کا ہونا بلا شبہ محال ہوگا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جیسے رعیت کے لوگ اپنے حاکموں اور بادشاہوں کو ماں باپ کہہ دیا کرتے ہیں تاکہ بادشاہ کو ان پر توجہ زیادہ ہو۔ اور بادشاہ اور حاکم انکو فرزندی کا خطاب دیدیا کرتے ہیں۔ ایسے ہی کبھی کبھار اگر کسی نبی ولی نے خدا کو ماں باپ کہدیا۔ یا خدا تعالےٰ نے کسی اچھے بندے یعنی ولی نبی کو۔ خلیل اللہ، روح اللہ، کلمۃ اللہ۔ کہدیا تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ خدا ان پر مہربان ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حقیقی باپ ہے اور یہ حقیقی بیٹا

اب اگر کوئی شخص حاکم کیطرف سے کسی رعیت کو فرزندی کا خطاب سنکر اسکو تخت و تاج اور جائداد کا وارث بھی سمجھنے لگے۔ اور اسے حاکم کا رشتہ دار بھی ماننے لگے تو سخت بیجا ہوگا۔ ایسا شخص بیشک عتاب شاہی کا مستحق سمجھا جاوے گا۔

آپ ہی خیال فرمائیے کہ حاکم اور رعیت میں کتنا بڑا فرق ہے۔ کہ حاکم لباس معزز پہنے ہوئے، جواہرات کا تاج سر پر رکھے ہوئے، امراء وزراء اپنے اپنے قرینوں سے دست بستہ مؤدب کھڑے ہوئے ہیں۔ تخت زیر قدم۔ ملک زیر قلم ہے رعیت کا یہ حال کہ بیچارے ذلیل و خوار، نہ لباس درست، نہ صورت معقول۔ نہایت خواری و زاری کے ساتھ جوتوں کے صف میں کھڑے ہوئے ہیں۔ تھوڑی سی عقل رکھنے والا بھی سمجھ لیگا کہ یہ حاکم ہے اور وہ رعیت ہے۔ حالانکہ یہ بھی

انسان ہے۔ اور وہ بھی انسان، وہ بھی کھاتا پیتا ہے یہ بھی کھاتا پیتا ہے۔ پاخانہ پیشاب کی اسکو بھی حاجت ہے اور اسکو بھی حاجت ہے۔ یہ بھی مر کر گل سڑ جانیوالا ہے اور وہ بھی، بہرحال انسان ہونے میں دونوں شریک اور برابر ہیں۔ مگر پھر بھی بادشاہ اور رعایا میں کتنا فرق ہے جیساکہ ابھی بیان ہوا۔

مگر خدا اور بندہ میں خدائی تو درکنار، کسی بات میں بھی مشابہت نہیں۔ کہاں خدا! کہاں بندہ! ؏

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اس پر بھی اگر کسی بندہ کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھ لیا جائے تو بڑی فاش غلطی اور بڑی گمراہی ہے۔

خیال کرو کہ خدا وہ ہے جو بے عیب ہے اور غالب ہے۔ حاکم ہے اور مالک ہے سبھی کچھ ہے۔ کسی چیز کا ذرہ برابر بھی محتاج نہیں۔ مگر انسان تو ان تمام صفات سے بالکل عاری ہے۔ اور سبھی چیزوں کا محتاج ہے۔ سراپا احتیاج ہے۔ کوئی بھی اتنا محتاج نہیں جتنا کہ انسان محتاج ہے

زمین کو دیکھو بظاہر سوائے خدا کے اور کسی چیز کی محتاج نہیں۔ نباتات کو زمین، ہوا، پانی اور دھوپ کی ضرورت۔ حیوانات زمین، پانی، دھوپ، کے علاوہ کھانے، پینے، سانس لینے، کا حاجت مند، مگر انسان تو دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جسکا محتاج نہ ہو۔ زمین کا یہ محتاج، پانی کا یہ محتاج، دھوپ کا یہ محتاج، کھانے پینے کا

سانس لینے کا، سورج، چاند کا، آگ کا، لباس کا، سواری کا، مکان کا، عزت وآبرو کا۔ وغیرہ وغیرہ سبھی چیزوں کا محتاج ہے۔ جس سے اسکا سر سے لیکر پیر تک محتاج ہونا ظاہر ہے۔ کس قدر گمراہی اور غلطی ہے کہ کسی آدمی کو خدا سمجھ لیا جائے

ان حاجتوں کو بھی جانے دیجئے۔ پاخانہ، پیشاب، ناک، تھوک، میل کچیل وغیرہ کو دیکھتے ہوئے بھی انسان کیلئے خدائی تجویز کرنا، انھیں کا کام ہے جنکو خدا سے کوئی مطلب نہیں۔

افسوس! صد افسوس! اے ... اگر کسی جانور کی شکل کا لڑکا پیدا ہو جائے تو کس قدر رنجیدہ ہوں کہ خدا کی پناہ! حالانکہ جانور چاہے کوئی بھی ہو۔ مخلوق ہونے میں، کھانے پینے اور بول وبراز میں تو آدمی سے مشابہت رکھتا ہی ہے۔ مگر خدا کیلئے ایسی اولاد تجویز کی جائے کہ جسکو خدا سے کچھ مناسبت نہ ہو تو یہ کتنی بڑی غلطی ہے

عیسائی حضرات کو کیا ہو گیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ جن میں بندگی کے آثار واقرار ہم سے کہیں بہتر اور زیادہ ہیں۔ ان کا زہد وتقویٰ، انکی خوف وخشیت، انکی طاعت وعبادت، جیسے شب وروز علطاں وپیچاں رہا کرتے تھے۔ خود بھی اس پر شاہد ہے کہ ان میں خدائی کی بو بھی نہ تھی۔ فرعون نے خدائی کا بہروپ اور سانگ تو بنا رکھا تھا۔ مگر حضرت عیسٰی مسیح کے یہاں تو یہ بھی نہ تھا

جب فرعون کو خدا کہنے والے عتاب اور غضب خداوندی کے مستحق ہوئے تو

تو حضرت عیسٰی مسیح کو خدا کہنے والے کیسے نہ عذاب کے مستحق ہونگے۔

یہاں تو ہر پہلو سے بندگی ٹپکتی تھی۔ اقرار تھا تو بندگی کا۔ کاروبار تھا تو بندگی کا۔ غرض بندگی ہی بندگی تھی۔ اگر حضرت عیسٰی اپنے بندہ ہونے کو چھپاتے۔ اور دعویٰ خدائی کا کرتے۔ عبادت وبندگی سے کچھ مطلب نہ رکھتے تو شاید معجزات وغیرہ کیوجہ سے کسی جاہل کو خدائی کا وہم ہو جاتا۔ تو ہو جاتا۔

افسوس تو یہ ہے کہ یہاں عقل ودانش تو سب موجود، اور وہاں بجز آثار واقرار واظہار بندگی اور کوئی چیز نہیں۔ پھر بھی انکو خدا کہے جاتے ہیں اور باز نہیں آتے۔ یہ کس شراب کا نشہ ہے۔ جس نے عقل ودانش سب کو بیکار کر دیا ہے۔ کیا عقل ودانش سب اسی متاع قلیل دنیا ہی کیلئے خدا نے عطا فرمائی تھی۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ باز آئیں اور توبہ کریں۔ اور ایسی گستاخیاں کرکے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اس پر بھی کیا ستم اور غضب ہے کہ اس ایک خدا کو ایک بھی کہے جاتے ہیں۔ اور تین بھی حقیقت کی رو سے کہے جاتے ہیں

قوم ہنود کی حالت دیکھئے تو تعجب وحیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ اللہ ہی جانے کتنی مخلوق انکے معبود ہیں۔ کتنی اپنے ہاتھ کی تراشی ہوئی پتھر کی مورتیاں ہیں جنکو خدا اقرار دیکر پرستش کر رہے ہیں۔ گنگا، جمنا، سرسوتی وغیرہ کتنے دریا ہیں جنکی یہ پوجا کر رہے ہیں۔ گائے، ہاتھی (گنیش)، سانپ (ناگ باسو) وغیرہ کتنے حیوانات ہیں جنکی پرستش کو مکتی یعنی نجات کا ذریعہ سمجھ رکھا

سورج ، چندرماں (چاند) بدھ ، برشپت ، شکر ، سینچر ، منگل یعنی عطارد مشتری ، زہرہ ۔ زحل ، مریخ ، وغیرہ کتنے اجرام فلکی ہیں ۔ جنکے اثر و تاثیر کا اعتقاد جمائے ہوئے ہیں ۔ مہا لچھمی (سونا ، چاندی ، دولت) اگن (آگ) وایو (ہوا) پیپل ، ستیلا (نیب) تلسی وغیرہ کتنے جمادات و نباتات ہیں جنکو چڑھاوا نذرانہ چڑھا رہے ہیں ۔

اسیطرح مہا دیو ، بشن (وشنو) برہما ، جلندھر ، نارد ، کرشن کنھیا ، رام چندر ، انکی بیوی سیتا ، لچھمن ، پچھودری ، مہا کالی دیوی ، بھوانی دیوی ، سارستی دیوی ، سالگرام ، مچھ اوتار ، کچھ اوتار ، باراہ اوتار ، نرسنگھ اوتار ، باون اوتار ، پرسرام اوتار وغیرہ وغیرہ کتنے دیوتا اور اوتار ہیں جن کی دل وجان سے یہ عبادت اور پوجا کر رہے ہیں ۔ ایک ایک انسان کے لئے اتنے اتنے خداؤں کا ہونا کتنی حیرت اور کتنے تعجب کا سامان ہے

غیر مسلموں کا یہ اعتراض کہ مسلمان اگرچہ زبان سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا ہی سب پر حاکم اور بادشاہ حقیقی ہے ۔ جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے ۔ لیکن پھر بھی ______ بہت سے مسلمان ایسے بھی ہیں جنھوں نے غیر اللہ کو معبود ٹھہرا رکھا ہے ۔ قبروں پر سجدہ اور طواف کرتے ہیں ۔ نذرانہ چڑھاوا چڑھاتے ہیں ۔ بزرگوں کے نام کی دُہائی دیتے ہیں ۔ انکے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں ۔ اُنسے روزی اور اولاد طلب

کرتے ہیں ۔ نفع و نقصان کا مالک اور کارخانہ قدرت میں کسی درجہ میں متصرف و مختار سمجھتے ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ افعال اس کتاب میں ثابت کی ہوئی توحید کے بالکل خلاف ہیں ۔ بے شک یہ صحیح ہے ۔ مگر قسم ہے خالق شمس و قمر کی کہ مذہب اسلام میں ان چیزوں کا کہیں پتہ نہیں ۔ صلائے عام ہے چیلنج ہے تمام غیر مسلموں کو ! خواہ وہ عیسائی ہوں یا یہودی ، ہندو ہوں یا پارسی ، بتائیں کہ اسلام میں اسکی اصل کہاں ہے ؟

کس پیغمبر اور کس امام نے ان باتوں کی تعلیم دی ہے ؟ کس مجدد کس باخدا درویش نے تلقین کی ہے آئیں ۔ اور بتائیں

اسلام تو دین حق کے تمام متلاشیوں ، سچائی کے عاشقوں ، نجات کے طالبوں نیز اپنے پیرؤوں کے سامنے اس نظریے کا اعلان کرتا ہے

ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ	کیا متفرق رب بہتر ہیں یا ایک اللہ
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ	مثال بیان کی اللہ نے ایک ایسے آدمی کی کہ اس میں چند شرکاء ہوں ۔ جنمیں باہم ضد ضدی بھی ہے ۔ اور ایک اور شخص ہے پورا ایک شخص کا غلام ہے ۔ تو کیا ان دونوں کی حالت

یکساں ہو سکتی ہے ؟ الحمدللہ ! بلکہ ان میں اکثر سمجھتے بھی نہیں ۔ وغیرہ ۔

جب خالق فطرت اور مالک کائنات کا یہ اعلان ہے ۔ اسکے نزدیک اسکے اعلان کے مطابق کسی مخلوق کی طرف ادنی نگاہ کرنا بھی بدترین اور سنگین جرم ہے ۔ جیسا کہ بدلائل عقلی و نقلی ثابت ہے ۔ تو کسطرح اسلام میں اسکی تعلیم ہو سکتی ہے ۔ بلاشبہ یہ تمام افعال جاہلوں کے گھڑے ہوے ہیں ۔ شریعت اسلامیہ ایسے افعال کو شرک و بدعت قرار دیتی ہے ۔ اور شرک سے بڑھکر کوئی جرم نہیں ۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۔ عقل صحیح اور فطرت سلیم کا تقاضا بھی ہے کہ کسی غیر اللہ میں اللہ کی کسی صفت کا ، کسی قسم کا ، کوئی شائبہ نہ ہونا چاہئے ، ورنہ خدائے قدوس کی وحدانیت اور وحدہٗ لاشریک لہ ہونکی صفت کا اثبات ناممکن ہو جائے گا ۔

حق یہ ہے کہ ابوۃ نبوت کا تعلق ہو ۔ یا حلول کا اعتقاد ۔ تصرف غیبیاً کا اثبات ہو یا نذر و نیاز کا اظہار ۔ غرضکہ کچھ بھی ہو ، کسیطرح خدا کی بندگی اور عبادت میں کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا ۔ وہ ایک ہے ۔ اسکے سوا عالم میں کوئی خدا نہیں ۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ۔ وہ خالق و مالک ہے ۔ اسی کا سب پر غلبہ ہے وہی بندگی کے لائق ، وہی معبود ہے ؎

کوئی نہیں ہے کوئی نہیں کوئی نہیں کوئی الٰہ لا الٰہ الا اللہ ؛ لا الٰہ الا اللہ ۔

یہی وہ چیز ہے جسکا نام توحید ہے ۔ اور یہی وہ توحید ہے جس کا بیان اسلام کے

پہلے کلمے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پہلے جزو ۔ لا الٰہ الا اللہ میں ہے ۔ جسکے معنی ہیں

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے

جب یہ سمجھ لیا تو اب سنو کہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کے رسول ہیں

یہ ایک بالکل ظاہر اور کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جب خدا تعالیٰ حاکم اور عبادت کے لائق معبود ٹھہرا۔ اور انسان کے اوپر اسکی عبادت اور فرماں برداری لازم ٹھہری۔ تو خدا کی رضا جوئی بھی انسان کے اوپر فرض ہوئی اسکی مرضی کے مطابق کام کرنا اسکے ذمّہ لازم ہوا۔ مگر اس کی رضامندی اور ناراضی کا حال کیسے معلوم ہو۔ جب ہماری تمہاری رضامندی اور ناراضی کا حال بغیر ہمارے بتلائے کسی کو نہیں معلوم ہو سکتا۔ حالانکہ ہم بات کرتے وقت دوسرے کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس پر بھی اگر سینہ سے سینہ ملادیں اور دل چیر کر دکھلادیں۔ تب بھی دل کی بات دوسرے کو نہیں معلوم ہو سکتی تو پھر خداوند عالم کی رضامندی اور ناراضی کا حال کسطرح معلوم ہو سکتا ہے وہ تو ایسا لطیف و پاکیزہ ہے کہ ہم کو نظر نہیں آسکتا۔ اسیوجہ سے آجتک کسی کو دکھلائی نہیں دیا۔ پھر بتلایئے اسکی خوشی ناخوشی کا حال معلوم ہونا ضروری ہے

اس لئے اسکے ارشاد و حکم کا ضرور انتظار ہوگا

اسکی شان عالی کو ملاحظہ فرمایئے تو یہ بات کسیطرح ممکن نہیں کہ خود خداوند عالم ہر کس و ناکس کو اپنی ناراضی اور رضامندی کی خبر دے اور ہر کسی کو منھ لگائے دیکھئے شاہان دنیا تھوڑی سی اور فانی دولت دنیا کی وجہ سے نخوت پر اپنی ہی بنی نوع انسان سے دوکان دوکان۔ مکان مکان۔ نہیں کہتے پھرتے بلکہ اپنے خاص خاص لوگوں سے جوکہ مقرب بارگاہ ہوتے ہیں انھیں سے کہدیتے ہیں۔ وہ خاص لوگو اوروں کو سنادیتے ہیں۔ اور بذریعہ اشتہار و منادی اعلان کر دیتے ہیں۔

تو پھر خدا کو کیا ایسا حاکم سمجھ لیا ہے کہ وہ ہر کسی سے کہتا پھرے۔ ضرور ہے کہ اس کے دربار میں بھی ایسا ہی ہوگا کہ اپنے مقربوں اور خاص لوگوں کو فرمائے۔ اور وہ اوروں کو پہنچائیں

چنانچہ خداوند عالم نے اپنے حکم احکام کی اطلاع انسانوں کو کرنے کے لئے اور انکو اپنی عبادت اور بندگی کا طریقہ بتلانے اور سکھلانے کیلئے (جو اسکی رضا اور خوشنودی کے ذرائع ہیں) اپنے محبوب اور مخصوص بندوں کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ ایسے ہی لوگوں کو نبی۔ رسول، پیغمبر کہتے ہیں۔ اور چونکہ وہ خدا کے خاص مقرب اور منتخب کئے ہوئے بندے ہوتے ہیں۔ اسلئے معصوم بھی ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں خدا نے دنیا کے اندر لاکھوں پیغمبروں۔ نبیوں اور رسولوں کو بھیجا۔

سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام بھیجے گئے۔ اور حضرت آدم ہی سب سے پہلے انسان ہیں۔ پھر انسان کی آمد شروع ہوئی۔ انسانی آبادی سے بڑھنے لگی۔ پھر جب انسانوں کی اصلاح کی ضرورت ہوتی۔ دوسرے نبی اور پیغمبر آتے۔ آخر کار سب سے آخر میں آج سے چودہ سو برس پیشتر ملک عرب میں نبوت اور پیغمبری کے سلسلہ کو ختم کرنیوالے قیامت تک کیلئے انسانوں کی اصلاح و فلاح کا قانون لیکر تمام نبیوں کے سرتاج "مدینہ کے تاجدار" آقائے نامدار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے

اب ہمیں یہ بتانا ہے کہ آپ واقعی خدا کے سچے رسول اور پیغمبر ہیں
کسی دعویٰ اور مسئلہ ثابت کرنے کیلئے ایک دلیل کافی ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے رسول ہونیکے ایک دو نہیں۔ دس بیس نہیں "بلکہ ہزاروں دلائل ہیں۔ اس مختصر کتابچے میں زیادہ دلائل بیان کرنیکی گنجائش نہیں۔ ناچار۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ کے طور پر بالاختصار بعض دلائل کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے

پیغمبر اسلام حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر نظر ڈالو تو سیرت مقدسہ کے ہر پہلو سے آپکی صداقت و رسالت روز روشن کی طرح عیاں اور نمایاں ہے۔ خدا کی قسم دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن میں حیران ہوں کہ ان بے شمار "مضبوط اور مستحکم دلائل میں سے جو خدا کے

سچے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر قائم ہیں۔ کسکو منتخب کروں؟ کیونکہ ان میں کی ہر دلیل اپنی مضبوطی اور استحکام میں اس درجہ کو پہنچی ہوئی ہے کہ ہر ایک کے متعلق بلامبالغہ یہی جی چاہتا ہے کہ سب کو چھوڑ کر اسی کو لیا جائے

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم ✤ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست

فی الحقیقت ہر ایک دلیل ایسی ہے کہ جسکو بھی لیا جائے آنحضرت کی رسالت آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو جاتی ہے۔ اور وہ سب کی سب دنیا کے سامنے پیش کیجا چکی ہیں۔ جا بجا پر کہا جا چکا ہے

غرضکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا آفتاب اپنی پوری تابانی کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ اب اگر اسکو کوئی شخص نہ دیکھے تو یہ اسکی آنکھ کا قصور ہے۔ آفتاب رسالت کی روشنی میں کوئی قصور نہیں۔ چمگادڑ اگر دن کو سورج نہ دیکھ سکے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ سورج کا قصور ہے۔ ہرگز نہیں؛

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✤ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور ؎

ناکس کا صفا کیش سے مطلب بر آئے ✤ جو کور ہو عینک سے اسے کب نظر آئے

ایک طرف "پیشین گوئیاں" ہیں۔ یعنی آئندہ زمانیکی خبریں۔ جو سچ ہو کر آنحضرت کی رسالت کی خبر دے رہی ہیں۔ مثلاً۔ خلافت کی پیشین گوئی فرماتے ہیں۔ جسکا وقوع ہوتا ہے۔ حضرات عمرو عثمان و حسین و زبیر رضی اللہ عنہم

کی شہادت کی پیشین گوئیاں ہیں جو واقع ہوتی ہیں۔ حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر دو گروہ اعظم کے صلح ہو جانے کی پیشین گوئی ہے جو صحیح نکلتی ہے

ملک کسریٰ، ملک روم کی فتح کی پیشینگوئی فرمائی جاتی ہے جو ہو کے رہتی ہے۔ بیت المقدس کے فتح ہونیکی، نارِ حجاز کے ظاہر ہونیکی، سُراقہ کے ہاتھ میں کسریٰ کے طلائی کنگن پہننے کی، ترکوں کے ہاتھ اسلام پر صدمات نازل ہونیکی، مروانیوں اور عباسیوں کے بادشاہ ہونیکی، اور بھی سینکڑوں پیشینگوئیاں فرماتے ہیں۔ مگر ایک میں بھی خلاف نہیں ہوتا۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ اپنے اپنے موقع پر واقع ہوئیں۔ جو باقی ہیں واقع ہو کر رہیں گی

ایک طرف۔ معجزات، ہیں جو آپ کی رسالت کی صداقت کو عیاں کر رہی ہیں۔ مثلاً چاند دو ٹکڑے کیا جا رہا ہے۔ کہیں بھرے مجمع میں مسجدِ نبویؐ کے اندر کا ایک کھجور کا سوکھا ہوا ستون جسکو اسطوانۂ حنّانہ کہتے ہیں۔ آنحضرت کے فراق میں روتا ہے۔ پھر آپکے پوچھنے پر رونے کی وجہ دردِ فراق بتاتا اور آپکے تسلی دینے پر بچوں کیطرح سسکیاں لے لے کر خاموش ہوتا ہے

کہیں صرف ایک بکری کے گوشت اور ایک صاع (ساڑھے تین سیر) جَو کے آٹے میں لعاب مبارک ڈالا جاتا ہے اور وہ ایک سو تیس آدمیوں کے کھانے کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔ کہیں اونٹ، بکریاں، درخت سلام کر رہے ہیں۔

حجۃ الوداع کے دن جبکہ سو اونٹوں کی قربانی کی گئی۔ قربانی کے اونٹوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ بوقت ذبح ہر اونٹ اپنی گردن کو بڑھاتا ہے۔ کہ حضور پہلے مجھکو ذبح فرمائیں۔ اللہ، اللہ۔ ؎

سر بوقت ذبح اپنا اسکے زیرِ پائے ہے   کیا نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

کہیں غیب کی خبریں دی جا رہی ہیں، کہیں ابوجہل مٹھی میں کنکریاں لیکر پوچھتا ہے کہ اگر سچے ہیں تو بتائیے میری مٹھی میں کیا ہے؟

ارشاد فرمانے پر کنکریاں کلمۂ شہادت پڑھنے لگتی ہیں۔ کہیں کعبے میں رکھے ہوئے بُت آپکو دیکھکر منہ کے بل گرتے اور کلمہ پڑھتے ہیں۔ کہیں زخمیوں بیماروں پر ہاتھ پھیرا جا رہا ہے۔ اور وہ صحت یاب ہو رہے ہیں۔ کہیں بڑے بڑے فصیح اور بلیغ لوگوں کے سامنے اعجاز بھری کتاب، قرآن، پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ فصیح و بلیغ قوم جنکو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز ہے۔ اور افتخاراً غیر عربیوں کو عجمی یعنی گونگا کے لقب سے یاد کرتے ہیں ان فصحاء و بلغاء کے سامنے پیش کر کے للکارا جاتا ہے کہ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ترجمہ: اور اگر تم کچھ شک میں ہو اس کتاب کی نسبت، جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندہ (خاص) پر۔ تو اچھا پھر تم بنا لاؤ ایک محدود ٹکڑا۔ جو اس کا ہم پلہ ہو۔ اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو جو خدا سے الگ ہیں۔ اگر تم سچے ہو۔"

مگر متحیر ہیں، مبہوت ہیں، ساکت ہیں۔ اگرچہ قرآن کے دشمن ہیں اعتراض کرنیکے عادی ہیں۔ اور انکار کرنیکے خوگر۔ مگر ساری فصاحت وبلاغت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ قرآن کے آگے کچھ پیش نہیں چلتی۔ سوائے واللہ ما ھٰذا قول البشر (یعنی خدا کی قسم یہ انسانی کلام نہیں) کے زبان سے کچھ نہیں نکلتا۔

اور نہ صرف اسی وقت، بلکہ اسوقت سے لیکر آج تک تقریباً چودہ سو برس کا زمانہ ہوتا ہے۔ برابر للکار پر للکار ہے۔ موجودہ زمانے میں لندن، پیرس، برلن وغیرہ میں سینکڑوں تراجم اور تفاسیر قرآن پاک کی موجود ہیں۔ اور ببانگ دہل یہ اعلان کر رہی ہیں۔ مگر مجال نہیں کہ ایک چھوٹی سی سورت بھی اس کلام خدا کے مقابلے میں اس جیسی کوئی پیش کر سکے۔ بیروت میں بھی بڑے بڑے مسیحی علما، عربی زبان کے ماہر اور ادیب موجود ہیں۔ مگر عاجز ہیں۔

جب خدا کی بنائی ہوئی زمین و آسمان کے مثل زمین و آسمان بنانے سے عاجز اور خدا کے بنائے ہوئے سورج جیسا سورج بنانے سے قاصر ہیں۔ تو خدا کے کلام جیسا کلام بنانے سے کیوں نہ عاجز ہونگے۔

صاف ثابت ہو رہا ہے کہ قرآن کلام اللہ ہے۔ پھر اس کتاب پاک کا جامع علوم وفنون ہونا الگ ہے

ہزاروں محقق، لاکھوں مدقق، کروڑوں مفسر پیدا ہوئے اور مرگئے۔ بڑے بڑے عالم، ماہر، اہل معانی آئے اور چلے گئے۔ ہزاراں ہزار کتابیں اس صحیفۂ مبارکہ کی شرح اور اسکے علوم کی نشر واشاعت میں لکھ ڈالیں کہ میدان پٹا پڑا ہے۔ مگر اس کے علوم ہیں کہ ختم ہونے پہ نہیں آتے ؎

جمیع العلم فی القرآن لکن — تقاصر عنہ افہام الرجال

تمام علوم قرآن میں موجود ہیں۔ ہاں لوگوں کے ذہن اس کے معلوم کرنےسے قاصر ہو رہے ہیں۔

کہتی ہے پر زباں سے یہ قرآں کی خامشی — لاریب ذات پاک کی سچی کتاب ہوں
مجھ میں بھرے جہاں کے علوم وفنون ہیں — فرقان میرا نام ہے ام الکتاب ہوں

علم وحکمت کا یہ حال ہے کہ جو عقدہ حکمائے یونان سے نہیں کھلتا ہے۔ بڑے بڑے فلسفی جنکے حل کرنے سے پریشان اور حیران ہیں دنیا کے عالی دماغ و بیدار مغز عاجز، بڑے بڑے مدبر قاصر، مصلحان قوم اور ریفارمر سر بہ زانو ہیں۔ بطحا کی کنکریوں پر بیٹھنے والے، بکریاں چرانے والے نبی امی (فداہ ابی و امی) باوجودیکہ امی ہیں۔ کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا ہے۔ اشاروں میں حل کر رہے ہیں

بنائے دنیا کی قانون ساز جماعت قانون۔ مگر یاد رہے کہ یہ قانون

تا دیر نہیں چلیگا۔ برس۔ دو برس۔ دس برس میں ضرور ٹوٹے گا۔ یہی ہوتا آیا ہے۔ یہی ہوتا رہے گا۔ جسطرح ابتک کے قوانین میں ترمیمات کا عمل میں آنا شاہد ہے۔ اسیطرح ہر قانون میں ترمیم و تنسیخ کرنی پڑے گی مگر! واہ رے کمبل پوش قانون ساز! جو قانون بنا دیا خواہ وہ قانون سیاست ہو یا اقتصاد۔ تہذیب اخلاق ہو یا معاد۔ آداب معاشرت ہوں یا معاملات۔ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا۔ آج چودہ سو برس ہو گئے۔ تزلزل نہ پیدا ہو سکا اور نہ ہو۔

قانون بھی کیسا۔ عرب ہو یا عجم چین ہو یا جاپان۔ امریکہ ہو یا ہندوستان افریقہ ہو یا ترکستان۔ روس ہو یا انگلستان۔ ٹرکی ہو یا ایران۔ اور پھر کہیں مرد ہو یا عورت۔ عالم ہو یا جاہل۔ اجڈ ہو یا مہذب غرضکہ کوئی بھی ہو۔ کہیں کا ہو۔ یہ قانون ہر ایک کیلئے یکساں مفید۔ ایسا سہل کہ کسی کو ذرہ برابر تنگی نہ پیش آسکے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ!

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا۔ جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

اور یہ سچ تھا کہ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حلم و مروت، شفقت و رحمت کی تو وہ کیفیت کہ جب اسطرف نظر جاتی ہے تو آپ ایک مجسمہ حلم و مروت، سراپا شفقت و رحمت نظر آتے ہیں۔

تاریخ و سیر کے صفحات کا مطالعہ کرنے والوں کی نگاہ جسوقت اس باب پر جاتی ہے ایک تحیر کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ اللہ اکبر! جس نے عمر بھر کسی کو مارا نہیں۔ کسی کو گالی نہیں دی۔ کسی پر لعنت نہ کی۔ زبان پر کوئی گندی بات نہ آئی۔ ایذا پر صبر فرمایا۔ کسی کو شر نہ پہنچایا۔ اپنے سے کم درجہ لوگوں۔ غلاموں۔ لونڈیوں سے بڑی بڑی رعایتیں کیں۔

دس دس برس خدمت گذاری کرنیوالے خادموں کو کبھی اُف تک نہ کہا۔ وہ کیسا حلیم و بردبار ہوگا۔ جس نے اپنا برا چاہنے والوں کے ساتھ بھی خیر خواہی کی۔ پتھر مارنے، گالیاں دینے والوں کیلئے بھی دعائے خیر کی۔

طائف کے غنڈوں، شہدوں کے پتھر سے لہولہان ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ جوتیاں خون کیوجہ سے پیر میں چپک گئیں۔ غلام عرض بھی کرتا ہے کہ حضور! ان کافروں کیلئے بد دعا فرمایئے۔ بجائے بد دعا کے ارشاد ہوتا ہے کہ

الٰہی طائف کے مکینوں پر فضل فرما

پہاڑوں کا فرشتہ اجازت کا طالب ہے۔ کہ اہل طائف کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دے۔ فرماتے ہیں //

میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ غضب و قہر

بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ شاید ان کی نسل
مجھ کو بھیجا نے۔ اور راہِ حق اختیار کرے
میدان احد میں دندان مبارک کو دشمن شہید کرتے ہیں۔ منھ
سے خون جاری ہے۔ بد دعا کی درخواست پر فرماتے ہیں،
اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اے اللہ
میری قوم کو ہدایت فرما کہ یہ جانتے نہیں
بتاؤ! کہ اس حلم کا کچھ ٹھکانہ ہے

شفقت کی یہ کیفیت کہ راستہ چلتے ہوئے کوئی بچہ مل جاتا ہے اسکو روک لیتے ہیں۔ سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ ان کے ساتھ مزاح فرماتے ہیں سائل در پر آجاتا ہے اسکو واپس نہیں فرماتے۔ غریبوں، مسکینوں کے ساتھ زندہ رہنے کی، انھیں کے ساتھ مرنے کی، تمنا اور دعا، کرتے ہیں

انسان تو انسان، جانوروں تک کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دیتے ہیں۔ انکے اوپر مہربانی فرماتے ہیں۔ ان کے حقوق مقرر فرماتے ہیں۔ اور اس کی ادائگی کی لوگوں کو تاکید فرماتے ہیں

مکہ معظمہ کے وہ دشمن جنھوں نے راستے میں کانٹے بچھائے۔ اور پتھروں اور گالیوں کی بوچھار کی۔ راستہ چلتے ہوئے کوڑے ڈالے نماز پڑھتے ہوئے پشت پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالی۔ تین برس تک شعب ابی طالب

میں محصور رکھا۔ اور ہر طرح بائیکاٹ کیا۔ آپ اور آپکے ساتھیوں کو فاقہ کرنے، درختوں کے پتے کھانے، حتّٰی کہ بھوک سے بیتاب ہو کر چمڑے کے سوکھے ٹکڑے کھانے پر مجبور کیا۔ آپکے ساتھیوں اور ماننے والوں کو جلتی ہوئی ریت اور دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا۔ سینوں پر بھاری اور بوجھل پتھر رکھے۔ جس سے انکی زبان باہر نکل نکل پڑی۔ ٹانگوں میں رسیاں باندھکر مردہ جانوروں کیطرح گھسیٹا۔ جس سے ان کا بدن، پتھروں، سنگریزوں سے ٹکرایا۔ بے ہوش ہو ہو گئے۔ بالآخر ظلم اور ستم کے پہاڑ توڑ توڑ کر وطن سے نکل جانے پر مجبور کیا۔

غور کرو! کتنا بڑا جرم کیسی سنگین غلطی ہے۔

مگر شان رحمت ملاحظہ کرو۔ مدینہ پہنچکر جب جاں نثاروں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ ایک فوج ظفر موج کے جلو میں مکہ معظمہ پر چڑھائی ہوتی ہے۔ ایک فوجی سردار علم بردار پر جوش لہجے میں سپاہیانہ انداز میں کہتا ہے

اليوم يوم الملحمة، یعنی آج کا دن گھمسان لڑائی کا دن ہے

یہ آواز کان میں پڑتی ہے۔ فرماتے ہیں جھنڈا چھین لیا جائے۔ اور کہدیا جائے کہ

اليوم يوم المرحمة، یعنی آج کا دن لطف و کرم کا دن اور مہربانی کا دن ہے، شہر مکہ میں داخلہ ہوتا ہے۔ فاتحانہ حیثیت میں ہوتا ہے۔ مگر معبود حقیقی

کا جلال پیشِ نظر ہے۔ تختِ شاہی نہیں بچھایا جاتا۔ فتح و کامرانی کا جشن
نہیں منعقد ہوتا۔ اونٹ کے پالان سے ٹیک لگا کر زمین ہی پر سر جھکائے
بیٹھے ہیں۔ گالیاں دینے والے، پتھر مارنے والے، مذاق و تمسخر اڑانے
والے، بیس سال سے اسلام کی بیخ کنی میں برابر سرگرم رہنے والے، اسلام
کے نام لیواؤں اور خود حضور اقدس صاحبِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح
کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنانیوالے، غرضکہ خون کے پیاسے دشمن سامنے
ہیں۔ انتظار میں ہیں۔ دس ہزار جاں نثار خون آشام تلواریں لئے کھڑے ایک
اشارہ کے منتظر ہیں۔ نظرِ رحمت اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یا معشر قریش ماتدرون انّی فاعلٌ بکم، تمہارے ساتھ
کیا معاملہ کیا جائے؟

شرک و کافر و ظالم اور مجرم کہتے ہیں

خیراً اخ کریم وابن اخ کریم، آپ کریم ہیں۔ کریم
کے بیٹے ہیں۔ ہم آپ سے بھلائی ہی کی امید رکھتے ہیں"

دریائے رحمت جوش میں آتا ہے۔ زبانِ مبارک سے وہ کلمات جو حضرت
یوسف علیہ السلام، کنویں میں ڈالنے والے اپنے بھائیوں سے مدت دراز
کے بعد سامنے آنے پر قرآن میں مذکور، فرمائے تھے۔ وہی کلمات صادر ہوئے
لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

اِذْهَبُوا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ یعنی آج کے دن تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ
تم کو بخشے۔ وہ ارحم الراحمین ہے۔ جاؤ! ہم نے بھی تمہاری ساری خطائیں
معاف کیں۔ اللہ ارحم الراحمین ہے۔ تمہارے گناہ معاف کریگا

دوستو! اس رأفت و رحمت کی کوئی انتہا ہے۔ اس شفقت و مروت
کی کوئی حد ہے۔ خدا کی قسم قربان ہونیکا موقع ہے۔

اسیطرح مکارمِ اخلاق، زہد و قناعت، استقامتِ عمل، حسنِ خلق
حسنِ معاملہ، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و ہمدردی، عزم و استقلال
اپنوں اور غیروں سے حسنِ سلوک، شجاعت و ایفائے عہد، اسی طرح دعا و نماز
خدا پر توکل، صبر و شکر، خدا کا ذوق و شوق، خشیت و خوفِ الٰہی وغیرہ وغیرہ
میں اپنی مثال آپ ہیں۔ کوئی اسکی نظیر نہیں پیش کر سکتا

غرض یہ کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جملہ کمالاتِ انسانی کے جامع
ہیں۔

دوستو! یہی وہ اخلاق، یہی وہ اوصاف تھے۔ جو پیغامِ الٰہی کے
گھر گھر پہنچ جانے کے باعث ہوئے۔ انھیں کیوجہ سے اسلام کی اشاعت
ہوئی۔ اور خدا نے درحقیقت اسی لئے آپکو ان اوصاف سے متصف فرمایا تھا
چنانچہ آپنے اپنی بعثت کی غرض کو بدرجۂ اتم پورا فرمایا۔ اور اللہ کے بندوں
کو اللہ کا پیغام پہنچایا۔

ایک متلاشیِ حق پیغمبر اسلام کے لائے ہوئے پیغام الٰہی کو دیکھکر یقینی طور پر کہہ سکتا ہے کہ بے شک "پیغمبر اسلام" صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے نبی ہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ اس پیغام کے تمام اصول ٹھوس، مکمل اور پاکیزہ ہیں۔ تمام طریقے پسندیدہ اور تمام ہدایات عمدہ سے عمدہ ہیں

شریعت محمدی نے انسانوں کو ایسے عقیدوں کے یقین کرنے کا حکم دیا ہے۔ جو بالکل فطری اور مطابق عقل ہیں۔ اور کسی یقینی بات کے خلاف نہیں۔ اور ایسے اخلاق حسنہ، آداب مرضیہ، عمدہ صفات اور عمدہ عمل وتدبیر سے اپنے کو آراستہ کرنیکی تعلیم دی ہے۔ جن سے انسانوں کے باہمی معاشرت ومعاملات کے انتظام میں ادنیٰ خلل نہیں آنے پاتا۔ اور خالق اکبر جل جلالہ کی نعمتوں کا شکر بحسن وخوبی ادا ہوتا ہے۔ جو تمام خرافات اور غلط عقیدوں سے روکتی ہے۔ جن سے خواہ مخواہ مشاہدہ اور یقینی دلائل کا انکار کرنا پڑے۔ اور ان تمام بری عادتوں" رذیل اوصاف "معیوب ومذموم اخلاق سے شد ومد سے روکتی ہے۔ جن سے دنیوی زندگی میں انسانوں کی معاشرت" اور اخروی زندگی میں حصولِ نجات کامل میں رخنہ پڑ سکتا ہے۔ اور انتظام درہم برہم ہوسکتا ہے

بہر حال یہی وہ اصول واعمال ہیں۔ جن کے ذریعہ انسان خدا تک پہنچ سکتا اور اپنے حقیقی مالک کو راضی کرکے ظاہری وباطنی دنیوی

واخروی زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے اور اسطرح اپنے مقصد تخلیق کو پورا کرسکتا ہے۔

اور وہ "پیغامات وہدایات" وہی ہیں۔ جنکو علمائے امت ہمیشہ سے بیان کرتے رہے۔ اور آج دنیا کی تقریباً تمام بولی اور سمجھی جانیوالی مشہور زبانوں عربی، فارسی، اردو، ہندی، انگریزی، بنگالی، گجراتی وغیرہ وغیرہ میں دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا کر حجت پوری کرچکے ہیں

کوئی مانے یا نہ مانے۔ حق یہ ہے کہ اپنی مضبوطی وعمدگی کی وجہ سے پیغام محمدی کے دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ قیامت تک کیلئے تمام دنیا کے ادیان ومذاہب پر غالب ہوچکے ہیں۔ جس کا جی چاہے جانچ لے۔ جس کا جی چاہے پرکھ لے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ جانچنے اور پرکھنے والوں نے جانچ اور پرکھ میں تحقیق کا کوئی گوشہ اور کوئی پہلو تشنہ چھوڑا ہی نہیں۔ ہٹ دھرم سے سروکار نہیں۔ مگر جو حق کا طالب ہوگا وہ تاریخ کے صحیح اوراق کو پڑھکر کھلی آنکھوں دیکھ لے گا کہ پیغام الٰہی کے تمام اصول اپنی جگہ پر مکمل اور مبرہن تو ہیں ہی۔ مگر ایک جماعت نے اس کو قبول کرکے اپنے احوال کی عمدگی کے ذریعہ اس پیغام کے پیغام الٰہی ہونے کا مشاہدہ بھی کرادیا۔ کہ جماعت کا ایک ایک فرد پیغمبر اسلام کی رسالت کا مُصدّق اور نبوت کیلئے ایک مستقل دلیل بن گیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذٰلِکَ

اصحاب محمدؐ کی کیا شان ہے کہ انہیں کا ہر فرد ہدایت کا تارا نظر آتا ہے

ذرا غور تو کیجئے! اس جماعت کے تمام افراد اَن پڑھ تھے۔ جاہل "تند خو" اور "درشت مزاج" "جفاکش" اور جنگجو" تھے۔ ظالم اور سرکش تھے۔ بداخلاق اور گردن کش تھے "قتل کر دینا" اور معصوم ننھی بچیوں کا زندہ دفن کر دینا" ایک معمولی بات سمجھتے تھے۔ فہم کی یہ کیفیت کہ پتھروں کو اٹھا لاتے اور پوجنے لگے۔ کسی بادشاہ کے کبھی مطیع نہ ہوئے۔ جفاکشی کا یہ عالم کہ عرب جیسے خشک ملک میں شاد و خرم زندگی بسر کرتے تھے۔ ان باتوں میں نہ اُن کا کوئی ثانی ہوا۔ نہ ہوگا۔

ـ ایسے جاہلوں "گردن کشوں کو راہ پر لانا ہی دشوار تھا۔

مگر پیغام محمدی کا اعجاز اور اخلاق محمدی کی تسخیر کا کمال دیکھئے کہ انہیں وحشی عرب" انہیں بت پرست عرب" انہیں بداخلاق عرب" میں کیسا زبردست انقلاب ہو گیا۔ کیسے عاقل" و روشن دماغ" کیسے روشن دل اور متقی بن گئے

وہی کس مپرس۔ بت پرست" بداخلاق" رہزن و قزاق عرب کیسے عابد و زاہد" شب زندہ دار" متقی و پرہیزگار" امانت دار و نیکوکار" بن گئے کہ انہیں میں سے صدیق۔ وفادوق۔ بنکر چمکے۔ ذی النورین اور مرتضیٰ ہو کر نمایاں ہوئے۔ فاتح و سپہ سالار بنکر عالم میں حق کا ڈنکا بجا دیا۔

ایسے ایسے ہوئے کہ ان کے علم و فضل کی آج تک دنیا میں دھوم ہے دنیا کے تمام دارالعلوم" اور مراکز علم و فن انہیں کے علم سے روشن ہیں۔

پیغام محمدی گویا ایک بجلی تھی ایک روح تھی۔ جو سب میں تڑپ رہی تھی۔ وہ بادشاہ ہوں یا گدا" امیر ہوں یا غریب" حاکم ہوں یا محکوم" قاضی ہوں یا گواہ" افسر ہوں یا سپاہی" استاد ہوں یا شاگرد" عابد و زاہد ہوں یا کاروباری" غازی ہوں یا شہید" توحید کا نور۔ اخلاص کی روح" قربانی کا ولولہ" انکساری کی لہر" خلق کی ہدایت اور رہنمائی کا جذبہ" اور بالآخر ہر کام میں خدا کی رضا طلبی کا جوش ہر ایک کے اندر کام کر رہا تھا۔ وہ کچھ بھی ہوں۔ جہاں بھی ہوں اور جو بھی کر رہے ہوں۔ یہ فیضانِ حق سب میں یکساں اور برابر تھا۔

ہر رنگ" ہر راستہ" اور ہر کام سے مقصود دنیا کی درستی" خلق کی ہمدردی" خدا کے نام کی بلندی" اور حق کی ترقی تھی۔ اور رضائے حق کے سوا کوئی چیز انکے پیش نظر نہ تھی۔ سبحان اللہ ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی — عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی — اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

وہ پیغام محمدی ہی کا کرشمہ تھا ۔ جس نے جاہل عربوں کو علوم عبادات ۔ ومعاملات ۔ اور علوم اخلاق وسیاست میں رشکِ افلاطون وارسطو بنا دیا تھا ۔ کہ انھوں نے زمام حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیا ۔ اور اپنے بے مثل تدبیر و بے نظیر اخلاق و سیاست سے تھوڑی سی مدت میں قیصر و کسریٰ کی سلطنت کو زیر و زبر کر دیا ۔ اور اس انداز کی حکومت کی کہ دنیا کی تمام حکومتوں اور سلطنتوں نے اسکو اپنی حکومت وسلطنت کا نمونہ بنایا ۔

سنہ ۱۹۳۵ء میں جب کانگریس نے وزارتیں قبول کیں ۔ اور اسکو کسی بہترین حکومت کے نمونہ کی ضرورت ہوئی تو اسکو سوائے صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کے کوئی نمونہ ہی نہ مل سکا

چنانچہ مسٹر گاندھی نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں مجھے کوئی اور نمونہ ایسا نہیں ملتا ۔

۱۷ / جولائی ۱۹۳۷ء کے اخبار ”ہریجن“ میں ان کا ایک مضمون شائع ہوا ۔ اس میں حضرت صدیقِ اکبر و فاروق اعظم کے طرز حکومت کو نمونہ بتاتے ہوئے ان کے متعلق لکھتے ہیں

دنیا بھر کی دولت ان کے پاؤں پر تصدق ہونے کو تیار تھی لیکن انھوں نے قناعت ۔ پرہیزگاری ۔ اور سادہ زندگی بسر کرنے کو

ترجیح دی ۔ ان کی پرہیزگارانہ زندگی کی مثال تاریخ کے اوراق میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی وہ موٹے کپڑے پہنتے تھے اور سادہ خوراک کھاتے تھے

(الفرقان بریلی)

پھر اس وقت سے لیکر آجتک کہ چودہ سو برس کا زمانہ ہوتا ہے ۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم چلنے والے اور آپکے اسوۂ حسنہ و سنتِ مبارکہ کی اتباع کرنیوالے کتنے اولیاء اللہ ۔ بزرگانِ دین گذرے ہیں ۔ اور ہیں ۔ جن کی تعداد لاکھوں ، کروڑوں تک پہنچتی ہے جن میں کا ہر ہر فرد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کی شان رکھتا ہے انکی پاکیزہ علمی و عملی زندگی کو دیکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وحقانیت کا یقین ہوجاتا ہے

یہ چند دلائل بطور نمونہ کے پیش کئے گئے ۔ اہل عقل وفہم سے تو قبولیت کی امید ہے ۔ ہاں جاہل ، کودن ، متعصب ، معاند کیلئے نہ دفتر کافی ہے نہ رسالہ

جس ذات ستودہ صفات کی آمد کی خبریں آسمانی کتابوں نے دیں جس پیغمبر آخر الزماں کی توصیف میں خدا کے اولوالعزم پیغمبروں کی زبانیں رطب اللساں رہیں ۔ جسکی بعثت کی دعا حضرت ابراہیم کی زبان پر جاری ہوئی ۔ جسکی برتری اور فوقیت کی شہادت ، حضرت عیسیٰ ۔ وحضرت موسیٰ ، اور ان

پر نازل شدہ کتب۔ توراۃ وانجیل نے دی۔ اور جسکی مدح وتوصیف تمام کائنات کی طرف سے سب سے آخری اور بلا ریب سچی کتاب قرآن کریم میں نازل ہوئی۔ اسکی صداقت وحقانیت کسی طرح شرمندۂ اظہار نہیں ہو سکتی۔ اور ہر گز ہرگز ان دلائل کی محتاج نہیں ہو سکتی۔

یہی وجہ ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت نے اپنے موافقین کی ثنا خوانی اور خوش اعتقادی کے علاوہ اپنی طاقت روحانی کے زور سے باوجود عداوت وتعصب بڑے بڑے دشمنوں اور مخالفوں کی گردن تسلیم واعتراف کو بھی اپنے سامنے خم کرالیا ہے ؎

وَالفَضلُ ماشَهِدَت بِهِ الاَعداءُ

ایک مسیحی عالم کی زبانی

تصدیق رسالت رسول ربانی

ایک مسیحی عالم نے ایک کتاب مسمٰی بہ۔ قرن التقدین۔ لکھی ہے آر۔ بی۔ ایس۔ لاہور میں ۱۹۲۶ء میں چھپی ہے۔ اس کتاب کا دوسرا نام محمد عربی اور مسیح ناصری ہے۔ اس میں حضور کی نسبت اپنا عقیدہ یوں ظاہر

کیا ہے۔

عرب کے امی رسول کی زندگی کے حالات نہایت تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ یہاں تک کہ عقیدت مندوں نے معمولی نقل وحرکت اور نشست وبرخاست کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اور ضخیم جلدوں میں روایت۔ درایت اور حکایت کی بنا پر نہایت مفصل سوانح حیات لکھی ہیں۔ اور اگر کسی قوم کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے اپنے رہبرو رہنما اور اپنے ہادی ومقتدا کے حالات زندگی کو کامل ومکمل اور اکمل طور پر جمع کیا ہے تو وہ صرف اہل اسلام ہیں۔ انہوں نے نہ صرف اقوال کو محفوظ رکھا بلکہ افعال کو بھی۔ گفتار کو بھی منضبط کیا۔ اور کردار کو بھی۔ ولادت۔ رضاعت لڑکپن۔ شباب اور کہولت کے سارے حالات وواقعات سوانح نگاروں۔ تذکرہ نویسوں۔ اور محدثوں نے لکھ مارے اور وہ بھی اس جامعیت کے ساتھ کہ اقوال۔ افعال۔ وضع وقطع۔ شکل وشباہت۔ رفتار وگفتار۔ مذاق طبیعت انداز گفتگو طرز زندگی۔ طریق معاشرت۔ کھانے پینے چلنے پھرنے۔ سونے۔ جاگنے۔ ہنسنے۔ بولنے۔ کی ایک ایک ادا

محفوظ رہ گئی ص۳

خاتمہ میں ہم نے حضرت محمد کی رسالت پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ ایمان داری "بے تعصبی" وسیع القلبی اور شرافت اس بات کو مقتضی ہیں کہ عیسائی اپنے دلوں کو صاف کریں اور یقین جانیں کہ دینداری اسکے علاوہ کچھ اور ہے ص۵ حضرت محمد کی شفقت اور نرم دلی کی آیات بھی ہم نے نقل کی ہیں ۔ اور لکھا ہے کہ رسول ایمان داروں پر شفیق اور مہربان ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ ایک روشن چراغ تھے ۔ رحمۃ اللعالمین اور صاحب خلقِ عظیم تھے ۔ کہ ان کے اوصاف سے آخر کار انکی کوشش بارآور ہوئی ۔ اور سعی مشکور ہوئی ص۵۸

آں حضرت کی صفاتِ حمیدہ و فضائلِ حسنہ ، خلقِ عظیم ، شرافت و نجابت بلکہ منصب رسالت کا انکار بھی محال ہے وہ جس نے عرب کے بادیہ نشینوں کی کایا پلٹ دی ۔ اور اس کندۂ ناتراش جاہل اور کینہ پرور قوم کو اخلاقِ فاضلانہ و پسندیدہ کے زیور سے مزین کر دیا ۔ شراب جو انکی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی چھڑا دی ۔ قمار بازی کی لت جو انکی

فطرت ثانی بن چکی تھی ۔ مٹا دی ۔ زنا اور لواطت کی رسم کو مٹا دیا ۔ غرض بے شمار اخلاقِ ذمیمہ اور افعال شنیعہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ۔ شرک و بت پرستی کے بجائے توحید کا عَلَم نصب کیا ۔ اور وہ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ۔ ان میں بے نظیر اخوت والفت ، مواساۃ و مساوات کا جذبہ پیدا کر دیا ۔ ص۸۴

ہمارا یقین ہے کہ وہ ایک عظیم الشان ذی قدر اور بلند مرتبہ انسان تھا ۔ مرسل تھا ۔ مامور من اللہ تھا ۔ اور اسمیں وہ الٰہی روشنی اور حقیقی نور پر تو فگن تھا ۔ جو دنیا میں آکر ہر شخص کو منور کرتا ہے ۔ اور یہ کچھ ہمیں پر موقوف نہیں ۔ بلکہ بیشتر غیر مسلم مصنفین باوجود مخالفت و دشمنی کے آپ کی خوبیوں کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے ۔ یہاں تک کہ بعضوں نے صاف صاف الفاظ میں ان کا مامور من اللہ ہونا اور رسول اللہ ہونا تسلیم کیا ہے ص۸۴ ملخصاً

پُروفیسر ۔باسورتھ اسمتھ ۔ایم ۔اے اپنی کتاب "محمدؐ اور دین محمدؐ" میں لکھتے ہیں

اگر یہ سوال کیا جائے کہ دنیا کو مسیحی مذہب نے زیادہ فائدہ

پہنچایا یا اسلام نے ؟ تو کہنا پڑیگا کہ اسلام نے ! اگر محمد کو قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ قتل کر دیتے ۔ تو مشرق و مغرب دونوں ناقص و ناکارہ رہ جاتے ۔ اگر آپ دنیا میں نہ آتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اسکو تباہ کر دیتا ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک مانے دو چند بلکہ سہ چند تاریک ہو جاتے ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ان صحراؤں میں پڑے بھٹکتے رہتے ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو عیسائی دنیا اجڑ جاتی ۔

جب میں آپکی صفات اور تمام کارناموں پر بہ حیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ کیا تھے ؟ اور کیا ہو گئے ۔ اور آپ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپنے زندگی کی روح پھونکی تھی ۔ کیا کیا کارنامے دکھلائے ۔ تو مجھے آپ سب سے بزرگ و برتر اور اپنی نظیر آپ دکھلائی دیتے ہیں آپنے ابتداء انتہا یعنی بعثت سے لیکر دارالبقا جانے تک خود کو صرف نبی دکھلایا ۔ اور اس سے اپنے بھر خود کو آگے نہ بڑھنے دیا ۔ میں یہ اعتقاد کرنیکی جرأت کرتا ہوں کہ نہایت اعلیٰ درجہ کے فلاسفر، سائنس داں ، اور

فضلائے عالی دماغ عیسائی ایک دن بالاتفاق اسکی تصدیق کرینگے ۔ کہ بلاشک وشبہ حضرت محمد خدا کے رسول تھے ۔

ڈاکٹر جے ڈبلیو لیٹز فرماتے ہیں

اگر سچے رسول میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثار نفس اور اخلاص نیت کی جیتی جاگتی تصویر ہو اور اپنے نصب العین میں یہانتک محو ہو کہ طرح طرح کی سختیاں جھیلے ۔ انواع واقسام کی صعوبتیں برداشت کرے ۔ لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے ۔ ابنائے جنس کے غلطیوں کو فوراً معلوم کرلے ۔ اور انکی اصلاح کے اعلیٰ درجہ کی دانشمندانہ تدبیر سوچے ۔ اور ان تدابیر کو قوت سے فعل میں لائے ۔ تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ حضرت محمدؐ خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوئی تھی ۔

مسٹر کارلائل ،، اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں لکھتے ہیں

عرب کی قوم کے حق میں اسلام کا آنا گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا ۔ عرب کا ملک پہلے پہل اسی کے ذریعہ زندہ ہوا

اہل عرب گلہ بانوں کی ایک غریب قوم تھی ۔ اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانوں ہی میں پھرا کرتی تھی اور کسی شخص کو اسکا کچھ خیال ہی نہ تھا ۔ کہ اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر ایسے کلام کے ساتھ جس پر وہ یقین کرتے تھے ۔ بھیجا گیا ۔ اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دنیا میں مشہور ہو گئی ۔ اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی ہو گئی ۔

اس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف "غرناطہ" اور ایک طرف دہلی ہو گئی ۔ عرب کی بہادری عظمت کی تجلی اور عقل کی روشنی زمانہائے دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصے پر چمکتی رہی ۔ اعتقاد ایک بڑی چیز اور جان ڈالدینے والا ہے ۔ جسوقت کوئی قوم کسی پر اعتقاد لاتی ہے تو اسکے خیالات بارآور اور روح کو عظمت دینے والے اور رفیع الشان ہو جاتے ہیں ۔ یہ ہے عرب ۔ اور یہ ہے محمدؐ ۔ اور یہ ہے ایک صدی کا زمانہ ۔ گویا ایک چنگاری ایسے ملک میں پڑی ۔ جو اندھیرے میں کس مپرس ریگستان تھا ۔ مگر دیکھو! کہ اس ریگستان نے زور شور سے

اڑ جانے والی بارود کیطرح نیلے آسمان پر اڑتے ہوے شعلوں سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کر دیا ۔

محمدؐ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا ۔ جو قدرت کے سینے سے دنیا کو منور کرنے کو نکلا تھا ۔ اور بے شبہ اسکے لئے امر ربانی یونہی تھا ۔ (فوائد العوائد بحوالہ المحمود دیوبند محرم ۱۳۴۶ھ)

مسٹر "ڈی رائٹ" انگلستان کے زبردست اور مشہور مضمون نگار "اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا ۔ مورخہ فروری ۱۹۲۰ء میں لکھتے ہیں ۔

محمد صاحب اپنی ذات اور قوم کیلئے نہیں بلکہ دنیائے ارضی کیلئے ابر رحمت تھے ۔ آپنے مساعدت کا سلسلہ جاری رکھا اور سر توڑ کوشش کی ۔ کہ ذات پات کا تفرقہ مٹ جائے اور یہی سبب ہے کہ آج اسلام کے اندر ۔ ذات ۔ نسل اور قوم کے امتیاز کا کوئی نام و نشان نہیں ۔ دشمنان محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجود تعصب میں اندھے ہونے کے اسکے اقرار پر بازنجیر ہیں کہ اس نے اپنے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جنہوں نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا جیسا کہ محمد نے اپنے فرائض کو باحسن وجوہ تکمیل تک پہنچایا ۔

مسٹر اسٹینلی لین پول ۔ جو یورپ کے بڑے زبردست محقق ہیں ۔ اپنی محققانہ تصنیف ۔ اسپیچ آف محمد ۔ میں رقم طراز ہیں

حضرت محمد صاحب نہایت با اخلاق اور رحمدل ریفارمر تھے ۔ انکی بے ریا خدا پرستی ۔ عظیم فیاضی ۔ مستحق تعریف ہے اسقدر انکسار پسند تھے کہ بیماروں کی عیادت کو خود جایا کرتے تھے ۔ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے تھے مسکینوں سے بہت محبت کرتے ۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگا لیتے تھے بکریوں کے دودھ خود دوہتے تھے ۔ اور اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے ۔ بے شک وہ اس مقدس پیغمبر تھے

جان جاگ ریسک جرمنی کے ایک مشہور فلاسفر ہیں ۔ جنہوں نے مقامات حریری ۔ تاریخ ابوالفداء ۔ اور معلقہ طرفہ ۔ وغیرہ کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ

بعض لوگ تھوڑی سی عربی سیکھ کر قرآن کا تمسخر اڑاتے ہیں ۔ اگر انھیں اپنی خوش نصیبی سے کبھی یہ موقع حاصل ہوتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی فصیح زبان اور موثر لہجہ میں قرآن کی کوئی سورت پڑھ رہے ہوں ۔ جس کا قلوب پر بجلی کا سا اثر پڑتا ۔ اور جب کسی آیت کے متعلق یہ

احتمال ہوتا کہ سامعین اسکے حقیقی مفہوم تک رسائی نہیں حاصل کر سکیں گے تو اپنی معجز نما قوت بیان سے اسکی توضیح فرما دیتے ۔ تو یقیناً یہ شخص سجدے میں گر پڑتا اور سب سے پہلے آواز اسکے منھ سے یہ نکلتی کہ ۔ پیارے نبی پیارے رسول ، علیک الصلوٰۃ والسلام ۔ میرا ہاتھ پکڑ لیجئے اور مجھے اپنے پیروں میں شامل ہونیکی عزت و افتخار سے مشرف کرنے میں دریغ نہ فرمائیے

افسوس کہ کتاب کی طوالت کا خوف ہے ۔ ورنہ اسی سلسلے میں مسٹر ڈیون پورٹ ۔ مسٹر ہیگنس ۔ سر ڈبلیو اسیلی ۔ مسٹر طامس کارلائل ۔ پروفیسر مسٹر باسورتھ اسمتھ ۔ مسٹر ایزک ٹیلر ۔ ڈاکٹر موریسن ۔ مشہور علامہ جواکیم دی بوائف محقق جے جے پول ۔ فرانس کے مشہور مستشرق موسیو سدیو ۔ مشہور مصنف جارج برنارڈ شاہ ۔ ڈاکٹر لیبان ۔ ڈاکٹر مارکس ۔ جی ایم راڈویل ۔ سر ٹامس ۔ ڈبلوار ٹالڈ ۔ سی آئی ای ایف بی اے ڈی لٹ پروفیسر عربی لندن یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ جیسے بہت سے فاضل اور مشہور مصنفوں ۔ نیز پادری ۔ ریورینڈ رلبیان ۔ پادری سینٹ ہیلر ۔ پادری جیمس مولر وغیرہ جیسے بہت سے پادریوں ۔ مغرب کے نامور فلسفیوں اور مذہبی رہنماؤں ۔ کے بصیرت افروز مقالے نقل کرتا ۔ کہ کن کن بلیغ الفاظ میں شہنشاہ عرب و عجم نبی امی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کی ہے

اور باوجود سخت متعصب ہونے کے کس طرح اظہار عقیدت کیا ہے۔ اگر انصاف کوئی چیز ہے تو بتاؤ سہ

یہ جادو نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

دوسری طرف ہندو فاضلوں اور محققوں نے بھی ہمارے حضور کی صداقت کی روحانی طاقت کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے امر حق کا اظہار کیا ہے۔ عاشقانِ محمدی نے سچ یہ ہے کہ اتھاہ سمندروں میں غوطے لگائے ہیں اور اس قسم کے موتی نکالے ہیں کہ سبحان اللہ!

صورۃً ہندو بن بن کر زمانہ دراز تک علوم وید کی تحصیل کی۔ بڑے بڑے پاک نفس برہمنوں، اور سادھوؤں کی صحبت حاصل کی۔ ہندؤں کی مذہبی کتابوں کو بہ ہزار دقت پڑھا۔ گنواں پنڈتوں اور رشیوں کے سامنے مرتاض ہندو بنے رہے۔ اور ان کو بھی، سردار دو عالم فخر بنی آدم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں رطب اللسان پایا

اس سلسلے میں شاہ عبدالعزیز دہلوی، مرزا جانِ جاناں، مولوی محمد حسن مؤلف "کشف الاستار"، (جنھوں نے صورۃً ہندو بنکر مدت دراز تک علوم وید حاصل کیا) مولوی صوفی عبدالرحمن صاحب چشتی لکھنوی، مؤلف تصدیق الہنود (جو ایک بہت پایہ کے بزرگ گذرے ہیں) وغیرہ کے اسمائے گرامی نیز عہدِ اکبر کے فضلاء میں، فیضی، عبدالرحیم خانخاناں، اور ملا عبدالقادر بدایونی

وغیرہ کے نام بھی پیش کرنیکے قابل ہیں

ہم رسالہ موائد العوائد، مؤلفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی سے اقتباس کر کے تھوڑا سا درج ذیل کرتے ہیں

بعض ہندو رشیوں نے اپنے ارشادات میں منجملہ دیگر اوتاروں کے ایک "کلنکی اوتار" کا بھی تذکرہ کیا ہے (واضح رہے کہ اوتار ہونے کا تصور اسلام کے منافی ہے۔ یہ تصور بالکل غیر اسلامی ہے۔ البتہ ہندوانہ تصور ہے) اور اسکی یہ علامات گنوائی ہیں۔ جو کہ ہندؤں کی مذہبی کتاب "کلکی پران" میں درج ہے

۱۔ اسکے باپ کا نام وشنو یس ہوگا۔ وشنو کے معنی خدا۔ اور یس کے معنی، بندہ، ہیں۔ یعنی عبداللہ۔ اور یہی نام ہمارے حضور کے والد ماجد کا ہے

۲۔ اسکی ماں کا نام، سومتی، لکھا ہے۔ جس کے معنی ہیں قابل اعتبار۔ یعنی۔ امن و امان والی۔ یہی معنی آمنہ کے ہیں جو ہمارے حضور کی والدہ ماجدہ کا نام تھا۔

۳۔ وہ غار میں تپشیا یعنی ریاضت و عبادت کریگا۔ چنانچہ ہمارے حضور کی عادت مستمرہ تھی کہ غارِ حرا میں یاد الٰہی کیا کرتے تھے کہ آپ کو نبوت ملی۔

۴۔ وہ پرش رام سے تعلیم پائیگا "پرش کے معنی روح، اور رام کے معنی اللہ۔ یعنی روح القدس، روح الامین، حضرت جبریل علیہ السلام

۵۔ وہ تمام پاک لوگوں کی تصدیق کرے گا" ہمارے حضور نے سب انبیاء کرام سابقین کی تصدیق کی ہے اور ان سب پر ایمان لانا مسلمانوں کا فرض ہے

۶۔ وہ اپنا وطن چھوڑے گا" ہمارے حضور نے ہجرت فرمائی یعنی مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لیگئے

۷۔ تاریخ ولادت "کلکی پران" میں جو بتائی گئی ہے۔ وہ بالکل تاریخ ولادت نبوی سے ملتی ہے۔ کلکی پران میں جو تاریخ اور ساعت بتائی گئی ہے۔ وہ ۱۲ ربیع الاول ہے

وید کے "اتھر کھنڈ" میں یہ مضمون موجود ہے

۱۔ وہ مخلوق سے نہیں ڈرے گا۔ اور نہایت شجاعت اور فرمان والا ہوگا۔ اور اس کا نام۔ مہامت۔ (محمد) ہوگا

۲۔ ان (مہامت) کی وضع دیکھکر لوگ حیران رہیں گے۔ نئی طرح کا ان کا احوال دیکھیں گے .... اور جو پوجا انکی قوم کے لوگ کرینگے وہ نہ کرینگے۔ اور اپنی قوم سے کہیں گے کہ مجھکو اس قادر ایک ذات کا جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ یہ حکم ہے کہ اسطرح کی بے معنی پوجا مت

کرو۔ اور میں سوائے اللہ کی ذات پاک کے اور کسی طرف رجوع نہیں کرتا ہوں۔ تم میری تابعداری کرو۔ اسوجہ سے ساری قوم ان سے جدا ہو جائے گی (مہادیوجی)

اتھروین وید میں اُن کہی درج ہے۔ مصنف دبستان المذاہب مطبوعہ نولکشور لکھنؤ نے بھی ان کہی نقل کی ہے وہ یہ ہے

لا الہا ہرنی پاپن الآ الہا پرم پدم
جنم بے کنٹھ پراپ نیوتی توجپے نام محمدم

اسکے معنی یہ ہیں۔

لَا اِلٰہ کہنے سے پاپ ہٹتے ہیں۔ اور اِلَّا اللّٰہ کہنے سے پرم پدوی ملتی ہے۔ اگر ہمیشہ ہمیشہ کی بہشت چاہتے ہو تو نام محمد جپا کرو۔

یہ وہ الفاظ ہیں کہ جب ہندؤں پر نزع کا عالم طاری ہوتا تھا تو زمین پر اتار کر لٹا دیتے تھے۔ اور روح کے پرواز ہونے میں دنیاوی تعلقات سے کشاکش شروع ہوتی تھی۔ تو سفر آخرت کی آسانی کے خیال سے پنڈت لوگ چپکے چپکے اسکے کانوں میں ان کہی پڑھتے تھے۔ پتہ نہیں اب بھی ہندؤں کا اس پر عمل ہے یا نہیں۔ مگر انکی مقدس کتاب اتھروین وید میں موجود ہے

بیاس جی مشہور ہندو رشی اپنی مشہور کتاب "بھوتک اوتر پران" میں فرماتے ہیں

آئندہ زمانہ میں مہامت (محمد) پیدا ہونگے۔ ان کا نشان یہ ہوگا کہ ان کے سر پر بدلی سایہ کریگی۔ انکے جسم کا سایہ نہ ہوگا ...... دنیا کیلئے کچھ تلاش نہ کرینگے۔ ان کی سب تلاش دین کیلئے ہوگی۔ جو کچھ پیدا کریں گے اللہ کی راہ میں خرچ کر دینگے۔ تمام عمر کم کھائیں گے۔ عرب کے سرداران کے دشمن ہوں گے۔ اور وہ اللہ کے دوست ہونگے۔ وہ قادر و توانا انکو تیس ادھیا پران بھیجے گا

(یہ صاف اشارہ قرآن پاک کیطرف ہے)

اور دیکھو! تعصب کی عینک اتار کر دیکھو کہ "رامائن" کے "بالکنڈ" حصے میں ہمارے حضور کے بارے میں کیا لکھا ہے

لکھا ہے کہ

راج سینت بھوپرتی دکھائے   آپن مت سب کا سمجھائے

یعنی بادشاہی قاعدے سکھائے۔ خوف و محبت سے کام لے اپنا دین سب کو بتائے

نگم اگم سوئی پیج اوپارا   پتی ابا ادمنت مجھارا

سمندر کے پھیلاؤ کے مانند ان کا جلال ہوگا۔ گرم ہوگا۔ آنواں ان میں بیج ہے (یعنی جس طرح کمہار آنویں کے بیچ میں آگ لگاتا ہے جو تمام جگہ پہنچ جاتی ہے۔ اسیطرح انکا دین سب میں پہنچ جائے گا)

تب لگے سلازم چھے کوئی ..   بنا محمد پار نہ ہوئی

یعنی تب خدا تک بغیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کے نہیں پہنچ سکتا ہے

ماہر محملازم نمان نہینہ ہوئے   تلسی بچن ست ست کوئے

یعنی اسکے بعد خدائی پیغام نہ ہوگا۔ تلسی سچ سچ کہتا ہے (نظام المشائخ)

بھوشیہ پران کھنڈ ۳ میں لکھا ہے کہ

راجہ بھوج نے جو ایک دھرمی راجہ گذرے ہیں کشف میں دیکھا کہ اتنے میں اچاریہ گرو مہامد کے نام سے مشہور اپنے چیلوں کے ساتھ آیا۔ راجہ نے عرب دیش کے رہنے والے مہادیو کو پنج گو بہ سے ملے ہوئے پانی سے اشنان کرایا۔ اور چندن وغیرہ سے اسکی پوجا کر کے من میں ایشور سے پرارتھنا کی۔ راجہ بھوج بولا۔ عرب دیش کے باسی پاربتی کے ناتھ تجھکو مرا نسکار ہو۔ تو مجھکو اپنی سیوا میں آیا ہوا بھگت جان! ایشور کے اثینت پیارے بھگت

تجھکو میرا بار بار نمسکار ہو۔ راجہ کے بچن کو سنکر مہامد (محمد) مہاراج نے راجہ کو اشیرواد دی۔ اور کہا!

راجہ ایشور تیرا گیان کرینگے

گاندھی جی نے جیل سے باہر آکر تجربات جیل کے سلسلے میں ارقام فرمایا ہے کہ

سیرۃ النبی (مصنفہ علامہ شبلی مرحوم) کے مطالعہ سے میرے اس عقیدے میں مزید پختگی اور استحکام آگیا کہ اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانی میں رسوخ حاصل نہیں کیا تھا۔ بلکہ پیغمبر اسلام (صلعم) کی انتہائی سادگی انتہائی بے نفسی، عہود و مواثیق کا انتہائی احترام اپنے رفقاء و متبعین کے ساتھ گہری وابستگی، جرأت بے خوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصد و نصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد، اسلام کی کامیابی کیلئے حقیقی اسباب تھے۔ یہ خصائص تھے جو ہر مشکل اور ہر رکاوٹ کو اپنی ہمہ گیر زد میں بہالیگئے

مسٹر **گووندجی** ڈیسائی، جو گجرات کے ایک فاضل ہندو تعلیم یافتہ ہیں۔ اگست ۱۹۲۷ء میں ایک مضمون شائع کیا۔ اس مضمون کو گاندھی جی نے اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں درج کیا۔ مسٹر ڈیسائی نے اس مضمون میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو عقیدت کے پھول برسائے ہیں۔ وہ آپکے ہی الفاظ میں پڑھنے کے لائق ہے۔ چونکہ وہ مضمون بڑا ہے۔ اسلئے ہم نمونۃً تھوڑا سا نقل کرتے ہیں

فرماتے ہیں

یہ امر واقعہ ہے کہ ذاتی طور پر رسول عربی ایک ایسے شخص تھے۔ جن میں بڑی انسانیت اور شرافت تھی۔۔۔ آپ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے بڑی رعایتیں کرتے تھے۔۔۔۔۔۔ کم سن غلام کچھ بھی کرتا مضحکہ اڑانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔۔۔۔۔۔ آپ بچوں سے بڑا انس رکھتے تھے۔ کسی کو بد دعا نہیں دیتے تھے۔۔۔۔ غلام کی شرارت بھی برداشت کرتے تھے۔ رسول عربی میں تمام انسانوں سے زیادہ انسانیت تھی۔ آپ مع اپنی بیویوں کے جھونپڑیوں کی ایک قطار میں رہتے تھے۔ خود آگ جلالیتے۔ جھاڑو دیتے سائلوں کو واپس نہ فرماتے۔ آپ کا کھانا معمولی

کھوریں۔ پانی۔ جو کی روٹی۔ دودھ شہد آپ کا
سامان عشرت تھا۔ عرب کے بادشاہ بن جانے کے
بعد بھی ریگستانوں کی سیر و سیاحت پسند فرماتے تھے
غریبوں کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ بہت منکسر المزاج
تھے۔ اللہ کی رحمت سے کسی کو مایوس نہیں کرتے تھے وغیرہ
وغیرہ

مسٹر بھوپندر ناتھ باسو جو بنگال یونیورسٹی کے چانسلر
اور انڈیا کونسل کے ممبر تھے۔ نیز بنگال کے ان مسلمہ لیڈروں اور فاضل اہل قلم
میں سے تھے۔ جن کی مثالیں ہندوستان میں تقریباً نایاب ہیں۔ آپ نے
ہندوؤں کی ذات پات کی خرابیاں بیان فرما کر جو کچھ پیغمبر اسلام کے متعلق
ارشاد فرمایا۔ اخبار۔ الامان۔ مجریہ ۲۸ اگست ۱۹۲۶ء نے اسکو شائع
کیا۔ وہ یہ ہے

میری رائے میں نوع انسانی کی برائیوں کے نصف
حصہ کو اس فرضی و مصنوعی برتری کے تصورات سے
منسوب کیا جاتا ہے۔ جو اپنے زعم ناقص میں ایک طبقہ
دوسرے طبقہ کی نسبت رکھتا ہے اور ایک آدمی
دوسرے آدمی سے اور ایک قوم دوسری قوم سے

اپنے آپکو افضل سمجھتی ہے۔ یہ مصنوعی عدم مساوات
جو خرابیاں ظہور میں لا سکتی ہے مقدس پیغمبر کے وقت
میں بھی موجود تھیں۔

لیکن مذہبی تعلیمات کی صحت بخش اسپرٹ کے
تحت میں ذاتی مثال ہے۔

آنحضرت (صلعم) نے ایک ایسی قوم پیدا کی جس میں
افریقہ کا سیاہ فام فرزند کسی عربی قبیلہ کے معزز
ترین سردار کا ہم پلہ متصور ہوتا ہے۔ صرف یہی
نہیں۔ بلکہ سچی جمہوریت کا ولولہ۔ رواداری۔ و مساوات
کی خوبیاں اس نے دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیلا دیں
پیغمبر اسلام صرف محاسن کی تبلیغ کرتا تھا۔ بلکہ خود بھی
ان پر عامل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں آج
باوجود اس مقدس بزرگ (پیغمبر) کے انتقال کو تیرہ سو
سال سے زیادہ عرصہ گذر جانے کے ایک خاکروب
بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو کر کسی بڑے
سے بڑے خاندانی مسلمان سے مساوات
کا دعویٰ کرسکتا ہے

ہندو فلاسفر مسٹر ایل د سوانی لکھتے ہیں کہ "
محمد (صلعم) کی زندگی ترحم و عنایات اور اچھائی سے
پُر ہے (الامان جون ۱۹۲۵ء)

شری دھرم پرکاش دیوجی لکھتے ہیں کہ

حضرت محمد منجملہ ان بزرگ اشخاص کے ہیں جنہوں نے
قانون قدرت کے مطابق جہالت اور تاریکی کے زمانہ
میں پیدا ہو کر دنیا میں صداقت کی روشنی کو پھیلایا
تنگ دل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی نسبت
کچھ کہیں۔ لیکن جو لوگ باانصاف اور کشادہ دل
ہیں۔ وہ کبھی محمد صاحب کی ان بے بہا خدمات کو
جو وہ نسل انسانی کی بہبود کیلئے بجا لائے۔ بھلا کر
احسان فراموش نہیں ہو سکتے"

(سوانح عمری محمد صاحب)

ڈاکٹر۔ کے۔ ایس۔ سیتارام ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی سے
فرماتے ہیں کہ

دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے

طول ہوگا۔ ورنہ مسٹر رام دیو ایم۔ اے۔ پرنسپل گرو کل کانگڑی۔ جناب

حکیم چندر کمار بی۔ اے۔ ایڈیٹر ستارۂ صبح۔ فاضل پروفیسر دہروجی
والس چانسلر ہندو یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ کتنے فاضل اور محقق و مبصر
ہندوؤں کے بصیرت افروز اور سبق آموز چھوٹے بڑے مضامین نقل کرتا
جنہوں نے ہمارے پیارے رسولؐ کی شان میں عقیدت کے
پھول برسائے ہیں

جن عیسائیوں۔ دہریوں۔ ہندوؤں۔ و دیگر غیر مسلم اقوام نے
آنحضور کی صداقت ثابت کی ہے۔ اگر سب کو نقل کیا جائے۔ تو ایک
ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے

سمجھ سکتے ہو کہ جس ذات مقدس کی رسالت پر پہاڑ سے بھی
زیادہ مضبوط دلائل اور براہین قائم ہو چکے ہوں۔ نیز اسکی صداقت، امانت
راست بازی۔ اور نیکی پر موافق و مخالف دوست و دشمن سبھی متفق ہوں اور سب
یک زبان ہو کر مدح سرائی کر رہے ہوں بھلا اسکے صادق اور سچے ہونے
میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

ہندو شعراء کی نظر میں

پیغمبرِ اسلام

علیہ الصلوٰۃ والسلام

ان ہندو شعراء کے کلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں شرک و بدعت کا کوئی شائبہ نہیں ملیگا۔ اسکے برعکس دورِ حاضر کے مسلمان شعرا کی نعتیں جب آپ پڑھیں گے تو انمیں شرک و بدعت کے عقیدے سے خالی شاید ہی کوئی نعت ملے۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ دورِ حاضر کے مسلمانوں کے مقابلے میں غیر مسلموں نے حضور کو صحیح طور پر سمجھا ہے ؎

جناب ہری چند اختر مدح سرا ہیں

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں انکے نام پہ
اللہ اللہ موت کو کس نے ہے یہ کیا کر دیا

شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا درِ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا

کہہ دیا لَا تَقْنَطُوْا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سر بسر محوِ تمنا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حُسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

تلوک چند محروم اس چمن میں یوں نغمہ سرا ہیں

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست و دشمن پر
مبارک پیش رو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے

انھیں اوصاف کی خوشبو چلی اطراف عالم میں
شمیم جاں فزا لائی ہے مکے اور مدینے سے

جناب عرش ملیانی ۔ بالکمند عرش

دل کو اگر ہے چاند بنانے کی آرزو
کر اکتساب نور اسی آفتاب سے

ذکر نبی کروں گا تو کہہ دونگا حشر میں
لایا ہوں ارمغاں یہ جہانِ خراب سے

کیفِ خیالِ شاہِ رسالت سے مست ہو
بڑھکر نہیں ہے کوئی شراب اس شراب سے

ہوتا ہے عرش دولت دیں سے جو بہرہ ور
تو بھی رجوع کر، شہِ دیں کی جناب سے

جناب پنڈت جگن ناتھ آزاد

سلام اس ذات اقدس پر سلام اس فخر دوراں پر
ہزاروں جسکے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر

سلام اس پر جو آیا رحمۃ للعالمین بنکر
پیام دوست بنکر صادق الوعد و امیں بنکر

سلام اس پر جلائی شمع ایماں جس نے سینوں میں
کیا حق کیلئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں

سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ

بڑے چھوٹے میں جس نے اک اخوت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیزِ بندہ و آقا مٹا ڈالی

سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
رہا زیر قدم جسکے شکوہ و فر خاقانی

سلام اس ذات اقدس پر حیات جاودانی کا
سلام آزاد کا، آزاد کی رنگین بیانی کا

جناب کنور مہندر سنگھ بیدی سحر

تکمیل معرفت ہے محبت رسول کی
ہے بندگی خدا کی اطاعت رسول کی

انسانیت، محبت باہم، تمیز و عقل
جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسول کی

فرمانِ ربِ پاک ہے فرمانِ مصطفےٰ
احکام ایزدی ہے ہدایت رسول کی

اتنی سی آرزو ہے بس اے ربِ دو جہاں
دل میں رہے سحر کے محبت رسول کی

جناب رانا بھگوان داس بھگوان

نبی مکرم، شہنشاہ عالی — یہ اوصاف ذاتی و شانِ کمالی
جمال دو عالم تری ذات عالی — دو عالم کی رونق تری ہے خوشحالی
خدا کا جو نائب ہوا ہے یہ انساں — یہ سب کچھ ہے تیری ستودہ خیالی
ہیں جلوے کا طالب ہوئے انس و جانِ عالم — دکھا دے دکھا دے وہ شانِ جمالی

نہ مایوس ہونا یہ کہتا ہے بھگوان
کہ جودِ محمد ہے سب سے نرالی

بہر حال صدہا براہین قاطعہ و ہزار ہا دلائل واضحہ عقلیہ و نقلیہ سے یہ امر محقق اور ثابت اور روز روشن کیطرح ظاہر ہو چکا ہے کہ حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں۔ یہی معنی ہیں کلمہ طیبہ کے دوسرے جزو "محمد رسول اللہ" کے

دیکھئے خدا کے معبود ہونے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا ثبوت کیسا مضبوط اور مستحکم اور کیسا صاف و سلجھا ہوا عقیدہ ہے۔ اور کیسا عقل میں آنے والا اور فطرت کے موافق مسئلہ ہے۔ اسی پر مذہب اسلام کی بنیاد ہے۔ اسی پر نجات انسانی کا انحصار ہے

پس جسکو نجات حاصل کرنا ہو۔ جنت کا مستحق بننا ہو، دوزخ سے آزاد ہونیکی خواہش ہو وہ اسکو قبول کرے۔ اور دل و جان سے قبول کرے ؎

محمد کا یہ مذہب ہے اب آئے جسکا جی چاہے — نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جسکا جی چاہے

کیونکہ نجات انسانی اسی پر منحصر ہے۔ یہی وہ کلمہ ہے جس کا ایک مرتبہ زبان سے پڑھنا اور دل سے یقین کرنا سینکڑوں برس کے کفر کو یکدم مٹا دیتا ہے اور دل سے کفر و شرک کے میل کو یکدم صاف کر دیتا ہے۔ ہزاروں باطل اور ان گنت جھوٹے معبودوں کی غلامی کا طوق گلے سے نکال کر پھینک دیتا اور ایک معبود حقیقی سے ملا دیتا ہے

یہی وہ کلمہ ہے جس کے بتانے اور سکھانے اور اشاعت کرنے کے لئے خدا کے رسول مبعوث ہوئے

میرے عزیزو! کلمہ طیبہ ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ کے معنی و مطلب پر غور کرو ۔ اسکو سمجھو! تمام غلط خداؤں سے منہ موڑ دو ۔ اپنے اندر خالق و مالک حقیقی کی عبادت کا صحیح جذبہ پیدا کرو ۔ مارنے والا بھی اسی کو سمجھو ۔ جلانے والا بھی اسی کو سمجھو ۔ فائدہ و نقصان کا مالک ۔ اولاد دینے والا ۔ مرادیں پوری کرنے والا ۔ مصیبتوں کو دور کرنے والا ۔ آڑے وقت کا دستگیر ۔ عاجز و ناتواں کا حامی ۔ بے کس اور بے دست و پا کا فریادرس اسی کو سمجھو ۔ اور اس کے آخری اور بڑے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پیدا کرو ۔ جس کی صورت یہ ہے کہ انکی اتباع کو جان و دل سے زیادہ عزیز رکھو ۔ انکی سنت کی پیروی کو گلے کا ہار بنا لو ۔

یاد رکھو! کہ ایک دن آنے والا ہے کہ تمہارا وجود صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا ۔ روز قیامت تمہیں میدان محشر میں حاضر ہونا اور خدا کو منہ دکھانا ہوگا ۔ اور سن لو کہ اس دن کا قاضی اور حساب لینے والا خدائے قہار و جبار ہی ہوگا ۔ جس کا علم ذرّہ ذرّہ کو محیط ہے اگر تم اس عقیدے میں کھرے نہ نکلے ۔ اور امتحان میں ناکامی ہوئی ۔ تو سمجھ لو کہ ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَشَدِیدُ العِقَابِ ۝

اور دنیا کی تکلیف چند روزہ ہے ۔ دنیا کی فانی لذتوں کی طرف مت جاؤ ۔ اس کلمے کی (جو کہ توحید و رسالت کا خلاصہ ہے) برکات حاصل کرو ۔ بلکہ دوسروں تک اسکو پہنچاؤ ۔ خواہ اس راہ میں تمہیں کتنی ہی تکلیف ہو سہ

بعد عیسیٰ کے نبی آخر زماں — تھے سدا کفار سے زحمت کشاں
ہاں مگر دنیا نہیں جائے اماں — دوستوں کا ہے مقام امتحاں
ہر چمن میں پاس گل کے خار ہے
ہر نبی و ہر ولی سے اشقیا — بحث کرتے آئے ہیں اب تک سدا
جو ہے سمجھاتا انھیں راہ خدا — اس کے دشمن ہوتے ہیں وہ بے حیا
رنج سہنا سنت ابرار ہے

اب چند خوبیاں اور فضائل اس کلمۂ عُلیا کے سنو اور ایمان تازہ کرو ۔

فضائل کلمۂ توحید

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ مُوْسٰی علیہ السلام یَا رَبِّ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَذْکُرُکَ بِہٖ وَاَدْعُوْکَ بِہٖ. قَالَ قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، قَالَ یَا رَبِّ کُلُّ عِبَادِکَ یَقُوْلُ ھٰذَا قَالَ قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ اِنَّمَا اُرِیْدُ شَیْئًا تَخُصُّنِیْ بِہٖ قَالَ یَا مُوْسٰی لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ فِیْ کِفَّۃٍ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِیْ کِفَّۃٍ مَالَتْ بِھِمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ رواہ النسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم کلھم من طریق دراج عن ابی الھیثم عنہ وقال الحاکم صحیح الاسناد (ترغیب)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بوقت مناجات) عرض کیا کہ اے پروردگار مجھکو کوئی ایسا کلمہ بتا جائے کہ جب میں آپکو پکارا کروں تو اسی کلمے سے پکارا کروں۔ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ! لاالٰہ الا اللہ کہکر پکارا کرو۔ یہ سنکر حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یہ تو ایسا کلمہ ہے جسکو عام طور سے سب کہتے ہیں اسمیں میری کیا خصوصیت ہے۔ الٰہی! میں تو ایسا کوئی خاص کلمہ چاہتا ہوں کہ جو سوائے میرے کوئی شخص نہ جانے۔ حق تعالیٰ شانہ کیجانب سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تم نے اس کلمے کی قدر نہ کی۔ اور معمولی سمجھا۔ یہ وہ خاص کلمہ ہے کہ سات طبق زمین اور

سات طبق آسمان چودہ طبق ترازو کے ایک پلے میں رکھے جائیں اور لاالٰہ الا اللہ دوسرے پلے میں. تو یہ کلمہ طیبہ چودہ طبق سے بھاری اور وزنی ہوگا۔ اور چودہ طبق اس سے ہلکے ہونگے۔

دوسری حدیث

روی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اِنَّ لِلّٰہِ عَمُوْدًا مِنْ نُوْرٍ بَیْنَ یَدَیِ العرش فاذا قال العبد لا الٰہ الا اللہ اھتزّ ذلک العمود فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ اُسْکُنْ فیقول کیف اَسْکُنُ ولم تغفر لقائلھا فیقول انی قد غفرت لہٗ فیسکن عند ذلک (رواہ البزار وھو غریب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش الٰہی کے سامنے ایک (عظیم الشان) نور کا ستون قائم ہے۔ پس جسوقت کوئی دنیا میں بصدق دل لاالٰہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ وہ ستون خودبخود جنبش میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے ستون ٹھہر! حرکت نہ کر۔ وہ ستون عرض کرتا ہے الٰہی تونے کلمہ پڑھنے والے کو بخشا نہیں میں کیسے ٹھہر سکتا ہوں۔ تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اچھا ہم نے کلمہ طیبہ کے پڑھنے والے کو بخش دیا۔ اس پر وہ ٹھہر جاتا ہے۔ حرکت نہیں کرتا۔

غور کرنیکا مقام ہے کہ کلمہ طیبہ دنیا میں پڑھا جاتا ہے۔ اور آسمانوں پر اسکی مغفرت ہوتی ہے۔ یہ کلمہ طیبہ دنیا میں ہے۔ اور نورانی ستون آسمانوں پر۔ دنیا میں پڑھا جائے۔ اور وہاں مغفرت ہو۔ سبحان اللہ کیا فضیلت ہے کلمہ طیبہ کی۔

تیسری حدیث

عن عبد الله بن عمرو بن العاص
رضی الله عنهما ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال ان
الله یستخلص رجلا من امتی علی
رءوس الخلائق یوم القیامة
فینشر علیه تسعة وتسعین سجلا
کل سجل مثل مد البصر ثم یقول
اتنکر من هذا شیئا أظلمك کتبتی
الحافظون فیقول لا یا رب
فیقول أفلك عذر فقال لا یا رب
فیقول الله تعالی بلی ان لك
عندنا حسنة فانه لا ظلم علیك
الیوم فیخرج بطاقة فیها اشهد
ان لا اله الا الله واشهد ان
محمدا عبده ورسوله فیقول
احضر وزنك فیقول یا رب

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا ایک شخص
قیامت کے روز مخلوقات کے سامنے لایا جائیگا
اور اسکے سامنے اسکے نامۂ اعمال کے ننانوے
دفتر کھولے جائیں گے کہ ایک ایک دفتر حد نظر
کے برابر ہوگا۔ یعنی اتنا لمبا ہوگا کہ جہاں تک
نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر باری تعالیٰ فرمائیگا کہ
کیا ان میں سے کسی بات کا انکار کرتا ہے؟ وہ
شخص جواب دیگا کہ نہیں اے میرے رب!
پھر پروردگار کی جانب سے ارشاد ہوگا کہ
کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کریگا
نہیں اے میرے رب! پھر وہ بندہ نواز فرمائیگا
ہاں! ہمارے یہاں تیری ایک نیکی ہے آج
تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہے۔ چنانچہ ایک کاغذ کا پرزہ
نکالا جائیگا۔ اسمیں کلمۂ شہادت لکھا ہوگا۔

ما هذه البطاقة مع هذه السجلات
فقال فانك لا تظلم فتوضع السجلات
فی کفة والبطاقة فی کفة فطاشت
السجلات وثقلت البطاقة فلا یثقل
مع اسم الله شیء رواه الترمذی
وقال حدیث حسن غریب وابن ماجة
وابن حبان فی صحیحه والحاکم والبیهقی
وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم

تو حق تعالیٰ فرمائے گا اپنے وزن کے پاس
حاضر ہو۔ وہ شخص عرض کریگا اے میرے
رب! ایک پرزہ اتنے دفتروں کے مقابلے
میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جناب باری کی
جانب سے ارشاد ہوگا کہ تجھ پر ظلم نہیں کیا جائیگا
پس وہ تمام دفتر ایک پلے میں اور وہ پرزہ
ایک پلے میں رکھا جائیگا۔ تو وہ ننانوے دفتر
اس پاک کلمہ کے اوپر اٹھ جائینگے۔ اور وہ پرزہ
کاغذ کا جسمیں کلمہ ہوگا بھاری ہوجائے گا۔ کیونکہ اللہ کے نام سے کوئی چیز بھاری نہیں
ہوسکتی۔ سبحان اللہ! کیا کرامت ہے اس کلمہ مبارکہ کی۔

عن رفاعة الجهنی رضی الله عنه
قال اقبلنا مع رسول الله صلی الله
علیه وسلم حتی اذا کنا بالکدید
أو قال بقدید فحمد الله وقال خیرا وقال
اشهد عند الله لا یموت عبد یشهد ان
لا اله الا الله وانی رسول الله
صدقا من قلبه ثم یسدد الا سلك

حضرت رفاعہ جہنی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرہے تھے جب
مقام کدید یا قدید میں پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے سامنے گواہی
دیتا ہوں کہ جو بندہ صدق دل سے اسکی گواہی
دیتا ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور
میں اللہ کا رسول ہوں پھر مضبوطی سے چلے

فی الجنۃ رواہ احمد باسنادہ
لا باس بہ وھو قطعۃ من حدیث

(یعنی اس شہادت پر عمل کرے کہ اعمال خیر
کرتا رہے اور گناہوں سے بچتا رہے تو مرکر)
جنت میں چلا جائے گا۔

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لیس علی اھل لا الٰہ الا اللہ وحشۃ
فی قبورھم ولا منشرھم وکانی انظر
الی اھل لا الٰہ الا اللہ وھم ینفضون
التراب عن رؤسھم ویقولون
الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن
رواہ الطبرانی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا الٰہ الا
اللہ کہنے والوں پر نہ قبر میں وحشت ہوگی
نہ میدان قیامت میں۔ اور گویا میں ابھی
آنکھوں سے لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو
دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے سروں سے
خاک جھاڑ رہے ہیں اور کہتے جا رہے ہیں کہ ساری
تعریف اس خدا کی ہے جس نے ہم سے غم کو
کو دور کر دیا۔

سبحان اللہ! کیا کہنا ہے اس کلمہ مبارک کی عظمت کا۔
دوستو! یہ ہے وہ چیز کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت اقدس میں آنے والوں کے دل میں ایک آن میں صفائی پیدا
کر دی۔ جو آئینہ کی طرح جھلکنے لگی۔
ایک جماعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی

اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! ہم ایک نطفۂ ناپاک سے بنے ہوئے ہیں
کسطرح ہمارا دل پاک ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی توحید کو پیش کیا
اس جماعت کا قلب آئینہ کیطرح پاک وصاف ہو گیا
یہی وہ عقیدۂ توحید ہے جو عذاب قبر سے نجات دلاتا ہے۔ یہی
وہ دعوت ہے جو پل صراط پر اطمینان اور آسانی پیدا کریگی۔ یہی دوزخ سے
نجات دلانے والا۔ یہی ہے جو جنت الفردوس میں جگہ دلانے والا ہے
اے اللہ! توحید کو ہماری رگ رگ میں پیوست کردے۔ جبتک زندہ
رہیں۔ یہی توحید حرز جان ہو۔ جسوقت جان نکلے یہی لب پر ہو۔ توحید والوں ہی
کے ساتھ حشر فرما۔ اور ہمکو صراط مستقیم پر چلاتے ہوئے ہمارے دلوں کو اپنی محبت
اور الفت سے اسطرح معمور کرے کہ پھر ایک مرتبہ تیرے آستانۂ جلال پر
سر بسجود ہوں۔ اور جبتک زندہ رہیں تیری توحید کو پھیلاتے رہیں۔ اور تیرے
منکروں کو تیرا ہی کلمہ پڑھتے ہوئے اور اسلام کو کونے کونے اور چپے چپے میں
پھیلا ہوا دیکھیں۔ اور اسی راہ میں ہماری جان نکلے۔ آمین یا رب العالمین۔
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ وآخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

احقر العباد
محمد فاروق اترالوی